

ہر انگریزی ماہ کی یکم تاریخ کو شائع ہوتا ہے

رجسٹرڈ ایڈیشن نمبر ۲۶۵

بیادگار عظیم قوم حضرت لاناظہور احمد رضا بگوی فاضلہ مرقدہ

مجلس مرکزیہ حزب انصاء بھیرہ وادارہ عالیہ محمدیہ کاترجان

ماہنامہ

مسئلہ اسلام

قیمت سالانہ

مناظرین سے پانچ روپے

عوام سے تین روپے

جلد ۱۶ بھیرہ (پنجاب) رجب الم رجب ۱۳۶۴ھ مطابق جولائی ۱۹۴۵ء نمبر ۱

کلامِ جگر

نہیں جاتی کہاں تک فکر انسانی نہیں جاتی
کسی صورت نمود سوز پنہانی نہیں جاتی
اگر حل ہو گئی مشکل تو آسانی نہیں جاتی
نگاہوں کو خزاں نا آشنا بتاتا تو آجائے
جلے جاتے ہیں اڈ اڈ کر مٹے جاتے ہیں گر گر کر
خدا ہی جانے کس عالم میں حُسنِ یار دیکھا تھا
نگاہِ شوق کی گستاخیاں توبہ ارے سے توبہ
بلندی چاہیئے انسان کی فطرت میں پوشیدہ
کوئی اپنی حقیقت آپ پہچانی نہیں جاتی
بجھا جاتا ہے دل چہرے کی تابانی نہیں جاتی
بہر صورت محبت کی پریشانی نہیں جاتی
خزاں میں بھی چمن کی جلوہ سامانی نہیں جاتی
حضور شمعِ پروانوں کی نادانی نہیں جاتی
کوئی عالم ہو آئینہ کی حیرانی نہیں جاتی
تلافی لاکھ کرتا ہوں پشیمانی نہیں جاتی
کوئی ہو بھیس لیکن شانِ سلطانی نہیں جاتی

مزارِ اہل دل بے شور و مستی رہ نہیں سکتا
کہ جیسے نگہت گل کی پریشانی نہیں جاتی

(جگر مراد آبادی)

شذرات

(ازادار کا)

عَبْرَتًا لِأُولِي الْأَبْصَارِ | دو سال قبل تمام

دنیا میں ہر مٹلے کی دھوم تھی ہر طرف نازی ازم کا چرچا تھا جہر من فوجیں ایک طرف مہر میں العالمین تک پہنچ کر تمام شمالی افریقہ پر قابض تھیں اور دوسری طرف شان گراؤ کو تباہ و برباد کر کے ماسکو کی دیواروں تک پہنچ گئی تھیں۔ ماسکو میں جہر من تو یورپی آوازیں اہل ماسکو کو پریشان کن خواب دکھا رہی تھیں۔ لیکن گراؤ کا کافی عرصہ سے محصور تھا۔ لٹا ہوا بیہوشوں کے جملے انگریزوں کو بھیجیں کہ رہے تھے متواتر بمباریوں سے لندن کے فلک بوس مکانات پیوند زمین ہو گئے تھے۔ عورتیں بچے زمین دوز سہنگوں میں حشرات الارض کی طرح خوف و ہراس اور مصیبتوں کے دن گزار رہے تھے مشرق پر پارلیمنٹ میں آئینہ اور خون کے سوا اور کچھ پیش نہیں کر سکتے تھے وہ ہر تقریر میں قوم کو مزید خطرات سے متنبہ کرتے اور نئی نئی مصیبتوں کی برداشت کے لئے آمادہ ہونے کی تلقین کرتے تھے۔ اُدھر جہر من میں ہٹلر کی ہر تقریر فاتحانہ اور دلیرانہ انداز کی ہوتی تھی نازی فوج کی حوصلہ افزائی کے لئے ان پر گھمبیر و آفریں کے پھول برسائے جاتے۔ جہر من ریڈیو سے گو بیڑ نہایت جرأت و دلاوری کے ساتھ اپنی کامیابیوں اور فتح سدا کا ناموں کی اطلاعات براڈ کاٹ کر تاہ۔ گوٹنگ کی ہدایت و بہادری کے قصیدے پڑھے جاتے تھے۔ جنرل رومل کو ٹینکوں کی لڑائی کا سمجھنا کی جنگوں کا بہترین ماہر کا خطاب دیا جاتا تھا۔ غرض اتحادی ہر جہت سے مغلوب ہر حیثیت سے ہسارہ نظر آتے تھے۔

مگر یہ اقبال و ادب پارہ عروج و زوال کسی اور زوال اور حیرت انگیز دھوم دھستی کے قبضہ میں ہے۔ اس لئے ہمیشہ کسی کا اقبال باقی رہا ہے اور نہ رہ سکتا ہے۔ اور نہ ہمیشہ ادب پارہ رہنے دیتا ہے بلکہ تلک الایام ندا و لها بین الناس قوموں کی حالتیں بدلتی رہتی ہیں۔ آج جہر من تباہ ہو گیا ہے برلن کا عظیم الشان شہر کھنڈرات اور لٹ چوٹے کے بلہ میں تبدیل ہو گیا ہے۔ برسوں کی محنتوں اور کمالات فن خرچ کرنے کے بعد جو بڑے بڑے محل اور عظیم الشان کارخانے بن گئے تھے۔ وہ بموں اور آگ کے شعلوں کی نذر ہو گئے۔ مٹلے کا پتہ نہیں۔ مریکا باز نہ رہے۔

کولہز کی لاش دشمنوں کے قبضہ میں ہے۔ اور گوٹنگ زندہ ایک مجرم کی حیثیت میں گرفتار ہو کر اپنی موت کو آنکھوں کے سامنے دیکھ رہا ہے۔ اور مسوینی مفرودہ و بددماغ مسوینی جو شراب کی طرح عرب مسلمانوں کا خون پی پی کر مست ہو گیا تھا نہایت رسوائی و ذلت کے ساتھ ٹیبل کے سامنے پھانسی کے تختہ پر چڑھا دیا گیا۔ دوسری طرف چرچل فاتحانہ تقریریں کر رہا ہے۔ انگلینڈ آپس میں ہمارے کہاں سے رہے ہیں خوشیاں منائی جا رہی ہیں۔ انگلستان میں اس کامیابی کی خوشیوں میں جو کچھ ہو گا۔ وہ تو ہو گا۔ اور بجا بھی ہو گا۔ لیکن محکوم و غلام ہندوستان میں بھی غلام ہندوستانیوں سے خوشیاں منوائی جا رہی ہیں۔ سنہا ہے کہ بعض جگہ بھوکوں کو سیر کرنے کے لئے "غلہ تقسیم

آیۃ الودھی اکبر من اختصا اور کہیں آج کے فاتح پھر مفتوح نہ ہوں۔ اور آج کی ہنسی خوشی اور مبارک یاد کے بدلے میں پھر آنسو خون اور آہ و بکا اور رنج و پکار کا موقع نہ آجائے یہ اللہ تعالیٰ کا ایک قانون ہے ہمیشہ ایسا ہوتا ہے اور آئندہ بھی ایسا ہی ہوگا۔ دن نجل لسنۃ اللہ تبدل خداوند عالم نے اپنی کتاب مقدس فرقان حید میں

کیا گیا دیگیں پکائی گئیں۔ اگرچہ اس موقع پر بھی برطانیہ عظمیٰ نے اپنی جیب خاص یعنی انگلستان کی طرف سے کچھ نہیں دیا۔ ہندوستانیوں ہی سے لے کر ہندوستانیوں کو چند لٹہ اور پیڑے دیئے اور خوشی کا مظاہرہ کیا۔ اور عجیب تر یہ کہ جالچ برنارہ و شاہ کی طرف سے ان پکاروں کو بے وقوف کا خطاب بھی دیا گیا۔

بہر حال جو کچھ ہوا اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ کا ایک عجیب تماشا دکھا یا۔ اللہ تعالیٰ کی ہر قدرت کی رونمائی درحقیقت صاحب بصیرت کے لئے عبرت و عظمت کے لئے ہوا کرتی ہے۔ اس لئے آج کامیاب و فہمیدہ ہو کر خوشیاں منانے والے فتح و فطر کے نشیمن اس حقیقت کو خرموش نہ کریں کہ تباہی و بربادی کی آخری حالت پر پہنچنے کے بعد پھر یہ عروج و اقبال اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک آخری مہلت ہے۔ منتظر کیف تعملون۔

اگر آج اپنے اعمال و افعال کا جائزہ لیا گیا بندگان خدا سے طوق غلامی کے اتارنے اور دوسری قوموں کو بھی امن و چین کے ساتھ زندگی بسر کرنے کے لئے اقدام کیا گیا۔ تمام غلام ملکوں کو آزاد کر کے ان کو بھی آزاد انسانوں کی صف میں داخل ہونے کا موقع دیا گیا تو پھر یہ مدبے کہ آئندہ زندگی امن و سکون سے گذر سکے گی لیکن اگر غرور و استکبار کی وجہ سے اگر ٹری ہوئی گردنیں اب بھی حق و صداقت کے سامنے جھکنے کے لئے تیار نہیں کامیابی کے نشہ میں سرمست ہو کر فاتح کی نشیلے آنکھیں مظلوموں اور ستم رسیدوں کی پچاہنگی و بے کسی کا نظارہ کرتی ہیں لیکن دل لطیف و رحم کے لئے آمادہ نہ ہوا شرف و خونریزیوں اور ہلاکتوں کے مبادی مناشی کے استیصال کی طرف توجہ نہ کی گئی۔ تو کچھ بعید نہیں کہ مستقبل قریب میں غضب الہی اور انتقام خداوندی اس صفحہ زمین پر اس سے بھی بڑھ کر خونیں و خونریز و راز و گھلائے۔ و عافیت من

وَقَفَيْنَا الْاِلٰهِيَّ اِسْرَآئِيْلَ فِي الْكِتَابِ
لَتَقْسِدُنَّ فِي الْاَرْضِ مَرَّتَيْنِ تَعْلَقَنَّ
عُلُوًّا كَثِيْرًا فَاِذَا جَاءَ وَعْدُ اَوْْلٰئِكَ اُولٰٓئِكَ
بَعَثْنَا عَلَيْكُمْ عِبَادًا اَوْْلٰئِكَ نَاسٌ
شَدِيْدُوْنَ قُوَّةٍ اُولٰٓئِكَ نَاسٌ
مَّفْعُوْلًا. ثُمَّ دَرَسْنَا لَكُمْ اَلْكِتَابَ عَلِيمًا
وَاَمْلَدْنَاكُمْ بِالْاَمْرِ وَالْبَيْنِ وَخَلَقْنَا لَكُمْ
اَلْاَكْفَانِ اِنْ اَحْسَنْتُمْ اَحْسَنْتُمْ
لَا تُفْسِدُوْنَ اَنْ اَسْأَلَكُمْ اَلْهَادِثًا
جَاءَ وَعْدُ الْاٰخِرَةِ لِيَسُوْءَ وَجْهُكُمْ
وَلِيَسْخَرَنَّ لَكُمْ اُولٰٓئِكَ اُولٰٓئِكَ
اَوَّلُ مَرَّةٍ وَلِيَسْخَرَنَّ لَكُمْ اُولٰٓئِكَ
عَلٰى رُبُّكُمْ اِنْ يَّرْحَمْكُمْ يَرَحْمَنًا
عَلٰى رُبُّكُمْ اِنْ يَّرْحَمْكُمْ يَرَحْمَنًا
حَصِيْرًا

گھس پھس گئے۔ اور یہ ایک وعدہ ہے جو ضرور ہو گا۔ ہم پھر تمہارا ان پر غلبہ کریں گے۔ اور مال اور بیٹوں سے تمہاری مدد کریں گے۔ اور ہم تمہاری جماعت کو بڑھادیں گے (اب اگر آئندہ) اچھے کام کرتے رہو گے۔ تو اپنے ہی نفع کے لئے اچھے کام کرو گے۔ اور اگر تم بڑے کام کرو گے تو بھی اپنے ہی لئے۔ پھر جب پہلی بار ان کی مینا کی میعاد آوے گی ہم پھر ان کو

کو تسلط کریں گے تاکہ (تم کو مار مار کر) تمہارے منہ بجا ڈ دیں۔ اور جس طرح وہ (پہلے لوگ) مسجد (بیت المقدس) میں لوٹ مار کے ساتھ گھسے تھے یہ (پچھلے لوگ بھی اس میں گھس پڑیں۔ اور جس جس چیز پر ان کا زور چلے سب کو برباد کر ڈالیں۔ عجب نہیں کہ تمہارا ہر قدم پر دم فرمائے۔ اور اگر تم پھر وہی کہو گے تو ہم بھی پھر ہی کریں گے۔ اور ہم نے جہنم کو کافروں کا جیل خانہ بنا رکھا ہے۔ انتہی۔

اکابر ثلاثہ اور دوسرے مدیرین کو اگر واقعی ہن

سلامتی مطلوب ہے تو نام کی ان "امن کا نقصانوں" سے یہ مقصد کبھی حاصل نہ ہو گا۔ بلکہ اس "السلام المؤمن المہین" خداوند قدوس کی طرف رجوع کر کے اور اس کی خیریت دل میں رکھ کر اس کی "هدی الناس" کتاب کو کھول کر اس کے اصول و ضوابط کے ماتحت امن کی سکیم مرتب کرنی چاہیے اور وہ یقیناً یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو ہندوؤں کو ہم اپنا بندے نہ بناؤ۔ بلکہ خود بھی اس کی پیروی کرنا شروع کرنا چاہئے۔

اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

انبار زمزم، ۲۰ اپریل ۱۹۵۷ء کی اطلاع ہے۔ نئی دہلی سید محمد احمد کاظمی صاحب رکن مجلس عاملہ احرار اسلام کا قاضی بل استیفاء میں پیش ہوا۔ اس کا مقصد یہ تھا کہ مسلمانوں کے نکاح و طلاق اور دیگر متعلقہ شرعی مقدمات کے فیصلوں کے لئے قاضیوں کا تقرر کیا جائے جو تمام نکاحوں کا باقاعدہ ریکارڈ رکھیں۔ کانگریسی یوپی نیشنلسٹ ہا سبھا کی اور سرکاری ممبروں نے کسی طرف ووٹ نہیں دیئے۔ مگر کانگریس پارٹی میں سے اس کے ڈپٹی ایسٹرڈ عبد القیوم نے اس بل کی حمایت کی۔ ہندوؤں سے صرف گورنر مدیش مکھنہ ووٹ حمایت میں دیا۔ مسلم لیگ پارٹی نے مخالفت کی۔ گورنمنٹ کی طرف سے اعلان ہوا کہ فیصلہ

مسلمان ممبروں پر ہم نے چھوڑ دیا ہے تیرہ ووٹ خلافت اور پانچ موافق آئے۔

اگر آپ اس خبر کو غور سے پڑھیں گے تو بس خود سمجھ جائیں گے۔ کہ اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے ہم اس پر مزید تبصرہ کیا کریں۔ فقط اپنی حالت پر مدد فرمائیں گے کہ جب مسلمانوں کے نمائندے اس طرح کھلم کھلا اسلام دشمنی کرنے لگیں۔ اور باوجودیکہ اسلام اور مسلمانوں کی ٹھیکہ داری کا دعویٰ بھی سب سے بڑھ کر انہی کو ہے تو پھر مسلمانوں کی خیر نظر نہیں آتی۔ کیا پاکستان میں بھی ایسے ہی تیرہ پاکبازوں کے دوٹوں سے "اسلامی پھر معاشرت" تمدن و تہذیب کو محفوظ رکھنے کے لئے قوانین مرتب ہوا کرینگے۔ دن بدن اسلام کو اور اسلامیات کو اُلٹی چھری سے ذبح کر رہے والے ہی حضرات ہوتے ہیں لیکن اسمبلی ہال سے نکل کر جب سٹیج پر یہ لوگ منہ کھولتے ہیں تو علماء دین اور رہبران ملت کو بدنام کرنے اور ان پر طعن و تشنیع کے تیرہ برساتے کے سوا ان کا اور کوئی رخصتا نہیں ہوتا ہے۔

عقل انگشت بدنداں ہے اسے کیا کہیے

محمسن فی الارض کا قرآنی مقصد

مسلمانوں یعنی اسلام کو حقیقی طور سے سمجھنے والوں اور تمام زندگی کو اس کے مطابق گزارنے والوں کے متعلق قرآن پاک میں مذکور ہے۔

اَلَّذِیْنَ اَنْ مَلَکَتْ اٰھُمْ | اگر ہم مسلمانوں کو حکومت و خلافت والا دین آقا موالہوۃ کے کردنیامیں قائم کریں تو ان کا کام دَاوَالْمَلَکُوۃِ وَاَمْرُوۡا ملک گیری یا عیش و عشرت نہ ہو گا بلکہ بالعلم و فضل و ہوا عن امان قائم کریں گے۔ یعنی وہ اللہ کی عبادت المُنکَر و لِلّٰہ عاقبتہ کریں گے۔ زکوٰۃ دیں گے یعنی پختہ مال والا (موسطرح) کو اس کی راہ میں خرچ کریں گے۔ دنیا کو نیک کاموں کا حکم دیں گے۔ اور برائیوں سے روکیں گے۔

اور سب کا انجام کار اللہ ہی کے ہاتھوں میں ہے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے عروج اور وارت ارض ہونے کی اصل علت یہ بیان کی ہے کہ وہ تمکین فی الارض ہو کر دنیا میں اعمال حسنا انجام دیں گے۔ اور پھر ان کی تشریح کی ہے کہ وہ عبادت بدنی و مالی اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ہے۔ پس صحیح اسلامی حکومت وہ کہلائگی جس میں حسنت کی اشاعت اور سیدئات کا استیصال ہو رہا ہو۔ غلبہ و اقتدار سے یہی کام لیا جائے کہ ہر معروف و معروف و مشہور ہو جائے اور ہر منکر منکر اور قابل انکار ہو جائے۔

اب جس مسلمان کہلانے والی قوم کو زمین کے کسی حصہ پر اقتدار و تمکین حاصل ہو۔ اور وہ اقامت صلوة، ایتاء زکوٰۃ، امر بالمعروف، نہی عن المنکر کو چھوڑ کر دوسرے طریقوں سے ملک کو بام ترقی پر پہنچانے کی سعی کرتی ہے۔ یا یورپ کے اختراعی افاد کو "اصلاح ملک و قوم" کا نام دے کر "اصلاح" کر رہی ہے۔ لفظ مسلمان کو ایک سوسائٹی کا نام قرار دے کر آپ ایسی حکومت کو "مسلمانوں کی حکومت" کہنا چاہتے ہوں۔ تو بے شک کہہ دیجئے لیکن اسلامی

حکومت کا مقصد نام ایسی سلفیت کے لئے ہرگز ہرگز مناسب نہیں۔ افسوس کہ اول تو مسلمانوں کے پاس زمین کے ٹکڑے کہاں رہے۔ اور دوسرے زمین پر چند بکھرے ہوئے خطے اگر قدرے زیر اقتدار ہیں بھی تو وہاں مسلمانوں کی حکومت شاید ہو لیکن اسلامی حکومت کی کچھ بھی جھلک نظر نہیں آتی یورپ کے نظام باطل کی تقلید میں وہ بھی تمام اسلامی شعائر کو ترک کرنے اور شیطان کی چیزوں کو قائم کرنے کی کوشش میں لگے ہوئے ہیں اور تو آدھ پھلے دونوں اسلامی حکومت افغانستان کا ایک وفد صرف اس غرض کے لئے لاہور آیا تھا کہ ریڈیو کے ذریعہ نائج اور گانے بجانے کی نشر و اشاعت اور اس کو دلکش و دل فریب بنانے کے طریقوں کو استاد این فرنگ سے باقاعدہ سیکھ کر واپس جائیں اور وہاں کے مسلمانوں کو جاہلیت کے ان اثرات سے خوب اچھی طرح متنبہ کر سکیں گے یا اب "نہو" عن المعروف" اور امر بالمکر" کا زمانہ آگیا ہے۔

انما اشکو بشی وحزن فی الی اللہ۔

ہمدان معاذین حزب الانصار کی خدمت میں ایک

ضروری گزارش

محکم کو معلوم ہوا ہے کہ حضرت مخدوم مولانا محمد امجد علی کی وفات حضرت آیات کے بعد بعض لوگ جو ہمدان کے مختلف علاقوں میں ان کے حلقہ حجاب اور داعیہ حزب الانصار کے پیروں کو جو حزب الانصار کے نام پر مذہب و مولیٰ کر رہے ہیں، اپنے آپ کو حلیہ کرانہ کا طرف سے بغیر نامدانا مرحوم کے دوست ظاہر کر کے ملاو طلب کرتے ہیں۔ حالانکہ انہیں یہ پتہ ان کو کی توفیق نہیں ہوتا۔ اسلئے میں تمام مسلمان صحابیوں کو اس اعلان کے ذریعہ خبردار کرنا چاہتا ہوں۔ کہ وہ کسی ایسے شخص کو جس کے پاس میری دستخطی احکامین کوئی نہ ہوگی ہونی نہ ملے بلکہ رسد ایک نہ ہو۔ انہیں حزب الانصار اور اس کے شیعوں اور دوسرے مزید ذریعہ نام کی عینہ مذہبی ہمدان طرف سے جو بغیر و بیخ نفور ہو کر آپ حضرات کے پاس آئے ہیں۔ اس مذہب اور رسد ایک اس کے پاس ضرور ہوگی۔ کلکتہ بمبئی۔ پونہ وغیرہ دور کے صحابیوں کے احباب اس کا خاص خیال رکھیں۔

عبدالاحمد احمد کوئی انشاہی حضرت مولانا

امیر حزب الانصار۔ جمبہ

یہ عہد عہد انقلاب ہے؟

یہودیت و نصرائیت تاریخ انسانی کے سب سے بڑے فتنے ہیں؟

مسلمانوں کو چاہیئے کہ وہ اللہ کے محکوم اور اسکی بادشاہی نمایندگان بنیں
مولانا سید سلیمان ندوی کا خطبہ صدارت

(مولانا سید سلیمان ندوی مدیر معارف نے جمعیت علمائے صوبہ ممبئی کے اجلاس منعقدہ فروری ۱۹۳۵ء میں ایک پیراز معارف خطبہ صدارت ارشاد فرمایا تھا۔ جسے معارف کے تازہ پرچے میں شائع کر دیا گیا ہے۔ اس خطبے میں سید صاحب نے دنیا کے سب سے بڑے دو فتنوں کی نشاندہی قرآن حکیم کی روش سے کی ہے۔ یہ دو فتنے یہود کی تفریط اور نصاریٰ کی افراط ہے۔ اور مسلمانوں کو بتایا ہے کہ ان کی فلاح ان فتنوں کے اتباع نہ پچھنے اور انبیاء علیہم السلام کے طریق پر چلنے میں مضمر ہے۔ خطبہ اول سے آخر تک تفسیری تاریخی اور اسلامی حقائق سے لبریز ہے۔)

صاحب صدر نے خطبہ مسنونہ کے بعد سورہ فاتحہ کی تلاوت کی اور تہمیدی تقریر میں ممبئی کی فکری اور علمی خصوصیات کا ذکر کر کے بتایا کہ اس شہر کے دروازے سے یورپ کے تمام مفاسد ہندوستان میں داخل ہوتے ہیں لہذا اس کی اصلاح

اولین اہمیت رکھتی ہے۔ (مدیر)

حضرات! میں نے جو ابھی سورہ فاتحہ تلاوت کی یہ حقیقت میں مجموعہ قرآن پاک کا خطبہ افتتاحیہ ہے۔ اکابر مفسرین کی تحقیق و تشریح کے مطابق اس سورہ میں قرآن پاک کے ساری مضامین کا خلاصہ مذکور ہے۔ توحید فی الذات، توحید فی الصفات، توحید فی العبادات، اتباع انبیاء علیہم السلام جزاء و نورا سب ہی مضامین اس میں موجود ہیں۔ ایک اور حقیقت سے دیکھئے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی اس روایت کے مطابق کہ اس سورہ میں حمد و تمجید اور دعا اور سوال کے مضامین یکجا ہیں۔ ارشاد ہے کہ جب بندہ نماز میں سورہ فاتحہ تلاوت کرتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ قسمت اصلوۃ یعنی وہ بین عبدی نصفین۔ نماز یا نماز کی سورہ پاک میرے اور میرے بندے کے درمیان ادھی بٹی ہوئی ہے۔ بندہ جب الحمد للہ رب العالمین کہتا ہے۔ تو اللہ پاک

فرماتا ہے کہ میرے بندہ نے میری حمد کی۔ اور جب الرحمن الرحیم مالک یوم الدین کہتا ہے۔ تو ارشاد فرماتا ہے۔ کہ میرے بندہ نے میری بزرگی بتلائی۔ اور جب نمازی ایاک نعبد و ایاک نستعین کہتا ہے۔ تو ارشاد ہوتا ہے کہ میرے اور میرے بندے کے درمیان ہے۔ اور اس کے بعد اھدنا الصراط المستقیم کی درخواست پیش ہوتی ہے۔ تو ارشاد ہوتا ہے کہ و بعدی ماسالی میرے بندے کے لئے وہ ہے جس کی اس نے درخواست پیش کی۔

مضامین سورہ فاتحہ آج کی مجلس میں مجھے درخواست بحث ہے۔ اس درخواست اور دعا کے الفاظ یہ ہیں جن کو ہر مسلمان نمازی دن رات میں بیسیوں دفعہ دہراتا ہے۔ بلکہ وہ نمازی نہیں جس میں حقیقتہً یا نہایت یہ درخواست اور

و عاشا مل نہ ہو۔ اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم غیر المغضوب علیہم وَلَا الضالین۔ اس دعا اور درخواست میں بندہ اللہ تعالیٰ سے اپنی زندگی کے ہر پہلو اور اپنے عمل کے ہر پہلو میں سیدھے راستے پر چلائے جانے کی استدعا بارگاہ الہی میں پیش کرتا ہے۔ اس مطلوبہ راہ راست اور صراط مستقیم کے ساتھ تین قیدیں لگی ہوئی ہیں، اے اللہ تو ہم کو سیدھے راستے پر چلا، ان کا راستہ جن پر تیرا انعام ہوا، ان کا جن پر تیرا غضب ہوا، اور نہ ان کا جو راہ راست سے بھٹک کر اپنی منزل مقصود کا راستہ کھو بیٹھے ہیں

اب راہ راست کی ان تین قیدوں کی تشریح ضروری ہے جن میں پہلی قید تو تخصیصی ہے اور بچھلی قیدیں احترازی ہیں تخصیصی قید یہ ہے کہ سیدھا راستہ جس پر چلائے جانے کی درخواست ہے وہ خاص ان بندوں کا راستہ ہو۔ جن پر انعام ربانی اور فضل الہی کی بارش ہوتی ہے۔ وہ احترازی قیدی یہ ہیں کہ ان کی راہ سے ہم کو بچایا جائے جن پر ان کی نافرمانی کے سبب سے اللہ تعالیٰ کا غضب نازل ہوا اور نہ ان کا راستہ جو اپنی نظر دوی کے باعث منزل مقصود سے دور جا پڑے ہیں۔ قرآن پاک میں جا بجا یہ نصیحتات ہیں کہ یہ انعام یافتہ گروہ کون ہے۔ اور جن پر غضب ہوا وہ کون ہیں۔ قرآن پاک کی اصطلاح میں صراط مستقیم وہ راہ ہے جس پر انبیاء علیہم السلام چلے اور جن پر چلنے کی اللہ کے بندوں کو دعوت دی۔ ارشاد ہے:-

اِنَّكَ لَمِّنَ الْمُسْلِمِينَ عَلَىٰ صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ (سورہ یسین ۱)
اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم تو پیغمبر ہے اور صراط مستقیم پر پہرے ہے۔
دوسری جگہ ہے:-

وَ اِنَّكَ لَتَهْدِيْٓ عَلٰی صِرَاطٍ مُسْتَقِيْمٍ (سورہ یسین ۵)
اور اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم تو لوگوں کو صراط مستقیم پر چلنے کی دعوت دیتا ہے۔

فهدى الله الذين امنوا لما اختلفوا فيه من الحق باذنه والله يهدي من يشاء الى صراط مستقيم (بقرہ - ۲۶)

یعنی اہل کتاب یہود و نصاریٰ نے جو دین کی مختلف راہیں نکال دی ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے خاص بندوں کو جو ایمان سے سرفراز ہیں۔ ان سب سے بچا کر نبیوں اور صالحوں کے سیدھے راستے پر چلائے ہیں۔

سورہ انعام کے انیسویں رکوع میں عقائد و عبادات معاملات اور اخلاق کے اہم احکام کی تفصیل کے بعد ارشاد ہے:-
وَرَأٰتْ هٰذِہٖ اٰصْرَاطِیْ مُسْتَقِیْمًا نَّا تَبْعُوْہُ وَلَا تَتَّبِعُوْا السَّبِیْلَ فَتُفْشَرٰتْ بِکُمْ عَنْ سَبِیْلِہٖ ذٰلِکُمْ وَطُكْمٌ بِہٖ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ (انعام ۱۹)

اور یہ ہے میری سیدھی راہ سو اس پر چلو اور مت چلو دوسرے راستوں پر کہ وہ تم کو اللہ کے راستوں سے ہٹا دیں گے یہ کہہ دیا ہے تاکہ تم بچ سکو۔

ان شواہد سے میرا مدعا ثابت ہے کہ صراط مستقیم کی تشریح
علماء کے راستہ کا نام ہے جس کے انبیاء علیہم السلام رہنما ہیں۔ اور جس کا دوسرا نام شریعت ہے جس کے عقلی معنی بھی راستہ ہی کے ہیں۔ صراط مستقیم کے کہنے ہی سے گوراستہ متعین ہو چکا ہے مگر احتیاط کا تقاضا اور رحمت الہی کا مطالبہ یہ تھا کہ اس راستہ کی مزید توضیح ایسی کر دی جائے جس سے اس راستہ پر چلنے والے کا انجام بھی نظر کے سامنے آجائے۔ تو فرمایا۔ وہ راستہ جس پر وہ گروہ چلا جو اے اللہ تعالیٰ تیرے فضل و کرم اور انعام و لطافت سے سرفراز ہوا۔ اور نہ ان کا راستہ جو مغضوب اور گمراہ گروہ ہوں کا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اس سیدھے راستے پر چلنے کا انجام انعام و اکرام الہی ہے۔ اور جس کے چھوڑ دینے کا نتیجہ اللہ تعالیٰ کے غضب کا نازل اور منزل مقصود سے

بعد اور دوری ہے۔

اب ہم کو اس انعام یافتہ گروہ کا پتہ چلانا ہے سورہ

نساء رکوع ۹ میں ہے۔

وَلَوْ اَنَّكُمْ تَعْلَمُوْنَ مَا يُوعْظُونَ بِهِ لَكَانَ خَيْرًا لَّكُمْ وَاَشَدَّ تَثْبِيْثًا وَاِذَا كُنْتُمْ لَهُمْ اَعْرَاجًا عَلِيْمًا وَاَنْتُمْ صِرَاطًا مُسْتَقِيْمًا وَمَنْ يَطِرْحِ اللّٰهُ ذِكْرُكَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّيْنَ وَالصّٰدِقِيْنَ وَالشّٰهِيْدِ وَالصّٰلِحِيْنَ وَحَسَنَ اُولٰٓئِكَ رَافِقًا اُولٰٓئِكَ الْفَضْلُ مِنَ اللّٰهِ وَكَفٰى بِاللّٰهِ عَلِيْمًا (نساء ۹)

اور اگر وہ بھی کریں جو ان کو کہا جاتا ہے۔ تو ان کے

حق میں بہتر ہو اور نہ زیادہ ثابت ہو دین میں اور اس وقت

ہم ان کو اپنے پاس سے بڑا ثواب دیں اور ان کو سیدھی راہ

پر چلائیں اور جو لوگ اللہ اور رسول کے حکم پر چلے ہیں

وہ ان کے ساتھ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنے انعام سے

نوازا ہے۔ نبی اور صدیق اور شہید اور صالح خوب ہے

ان کی رفاعت یہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے فضل اور

اللہ بس ہے خبر رکھنے والا ہے۔

ان آیتوں میں سیدھے راستے پر چلنے والے

اطاعت گزار گروہوں کے چار نام یا اوصاف بتائے

گئے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی نوازش اور مقبولیت سے سرفراز

ہیں۔ یعنی انبیاء کرام علیہم السلام جو انسانی جماعتوں میں سب

سے اعلیٰ درجہ کے بندوں اور سرفراز افراد کے نام ہیں جن

سے بڑھ کر رہنمائی اور امانیت کے بہرہ وران کے لئے

بہتری اور بشری اصلاح اور ہدایت کے لئے اللہ تعالیٰ

نے دوسرا نمونہ نہیں بنایا۔ اس کے بعد ان تین گروہوں کے

نام ہیں جو ان رہنماؤں اور سروروں کے راستے پر چل کر

مستقیمیت اور شہادت اور اصلاح و فلاح کی منزلوں پر

پہنچے ہیں اور جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے ان بنائے اور ڈھیلے

ہوئے نمونوں کو دیکھ کر اپنے کو درست کیا اور دوسرے

انسانوں کے لئے نمونہ بنے۔

اب ہم کو ان دو امتزائی

مغضوب کون ہیں | قیدوں کی طرف متوجہ ہونا ہے

جن کے راستے پر چلنے سے اللہ تعالیٰ نے ہم کو روکا ہے ان

میں سے پہلے گروہ کا نام مغضوب ہے اور جن سے رحمت

الہی مملوب ہے۔ گروہ وایات میں تصریح ہے۔ کہ یہ گروہ یہود

ہے۔ مگر قرآن پاک میں بھی تصریح ہے کہ اس غضب الہی

کے مورد یہود اور یہود کے متبع ہیں۔ بقرہ رکوع میں

ضربت علیہم الذل والمسکنة وباروا بغضب من

اللہ (بقرہ ۷۷)

اور ماری گئی ان پر ذلت اور بے کسی اور کمالات

وہ اللہ کا غضب اور عنت۔

پھر اسی سورہ کے رکوع ۱۱ میں ہے کہ پہلے وہ

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے انکار پر غضب کے مورد بنے۔ اور

آخری دفعہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے انکار و کفر

پر ہمیشہ کے لئے غضب پر غضب کے مستحق ٹھہرے۔

فباروا بغضب علی غضب (بقرہ ۱۱)

وہ غضب پر غضب یعنی دوسرے غضب کے مستحق

ہوئے۔

اور اب ہمیشہ کے لئے لعنت اور غضب الہی کی آگ میں

ڈال دیئے گئے۔ اور ہمیشہ کے لئے ان پر یہ حکم جاری کیا گیا،

کہ اب دنیا کا کوئی گوشہ ان کو اپنے دامن میں پناہ نہیں

دے سکتا۔ وہ دو تمدن کے باوجود مفلس اور ذلیل و

خوار رہیں گے۔ اور یہ حکم الہی ہے کہ کسی نہ کسی دوسری ظالم

قوم کے غلام بن کے رہیں گے۔ اگر ان کو ہنگامی پناہ وقتاً

لئے گی بھی تو ان کی دولت کے بطور نے کی خاطر باری باری

سے دولت پرست تو ہیں اپنی گودوں میں لیں گی۔ اور ان

کی جیبیں خالی کر کے ان کو پھر زمین پر ٹپک دیں گی۔ ارشاد

ہوا:-

اگرچہ روایات سے واضح ہے کہ یہ نصاریٰ کا گروہ ہے لیکن قرآن پاک کی آیتیں خود بھی اس گروہ کا سات پتہ اور نشان بتا رہی ہیں۔ نصاریٰ کے ذکر کے سلسلہ میں ہے، اس سے پہلے تثلیث کا ذکر ہے۔ پھر ان کی مجسمہ پرستی کا۔ اس کے بعد یہ آیتیں ہیں:-

قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لَا تَغْلُوا فِي دِينِكُمْ غَيْرَ الْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعُوا أَهْوَاءَ قَوْمٍ قَدْ ضَلُّوا مِنْ قَبْلُ وَأَنتُمْ ثَوَّلُوا لَهُمْ وَضَلُّوا عَنْ سَوَاءِ السَّبِيلِ۔ (ہاعلم، ص ۱۰)

اے اہل کتاب اپنے دین میں ناحق غلو نہ کرو۔ اور ان لوگوں کے خیال پر نہ چلو جو تم سے پہلے راستے سے ہٹ چکے تھے اور بہتوں کو گمراہ کیا تھا۔ اور سیدھی راہ بھولے تھے۔ اسی غلو دین کی نصرائی حقیقت کا اظہار سورہ نساء میں کیا گیا ہے۔

يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لَا تَغْلُوا فِي دِينِكُمْ وَلَا تَقُولُوا عَلَى اللَّهِ الْإِلَهَ الْأَحْقُّ إِنَّمَا الْمَسِيحُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ رَسُولُ اللَّهِ وَكُلُّهُمْ

اے اہل کتاب نہ زیادتی کرو اپنے دین میں۔ اور نہ کہو اللہ پر مگر حق بیشک مسیح بن مریم اللہ کے رسول اور اس کے کلمہ تھے۔

بعض علمائے محققین نے لکھا ہے کہ یہود کا جو م احکام الہی میں تفریط اور کمی ہے۔ اور نصاریٰ کا جو م افراط یعنی احکام الہی میں زیادتی ہے۔ جس کو قرآن پاک نے غلو کہا ہے۔ تفریط غضب الہی کے نزول کا اور افراط ضلالت کا موجب ہے۔

اس تفصیل سے یہ بات ہویدا ہے کہ امت محمدیہ کو ہر نماز کی ہر کہت میں یہ تاکید ہے کہ یہ دو مانگوں کا ہر الہام کو نبیوں کی راہ پر چلنے کی توفیق عنایت فرما۔ اور یہود و نصاریٰ جو تیرے مغضوب اور تیری راہ سے ہٹ چکے ہوئے ہیں۔ ان کے راستوں اور طریقوں سے ہم کو بچنا

ضربت عليهم الذلة أين ما تقصوا ألا يجعل من الله وجلا من الناس وياؤ بغضب من الله وضربت عليهم المسكنة ذالك باقهم كما فوا يكفرون بآيات الله ويقتلون الأنبياء بغير حق ذالك بما عصوا كما توالى يقتدؤن (آل عمران ۱۲)

ان یہود پر ذلت پھینک مادی گئی جہاں وہ پائے جائیں، لیکن اللہ کی دستاویز اور لوگوں کی دستاویز سے یہ اس واسطے کہ وہ اللہ کے احکام ماننے سے انکار کرتے رہے۔ اور نبیوں کو ناحق قتل کرتے رہے۔ یہ فصلت ان میں اس لئے آئی کہ وہ بے حکم اور مدبھے بڑھ جانے والے تھے۔

الغرض یہود غضب الہی بھی نزول اور محکومی کی ذلت اور مسکنت اور قومی خواری کی لعنت میں اس لئے گرفتار کئے گئے کہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے قبول سے منکر ہوئے۔ اور اب ان کی لعنت اس بنی آخر الزماں علیہ السلام پر ایمان اور اتبار کے موافق کسی اور تدریس سے دور نہیں ہو سکتی۔ اور یہ بھی معلوم ہو کہ جو کوئی گروہ بھی انبیاء کی راہ چھوڑے گا۔ اور ان کی لائی ہوئی اور بتائی ہوئی سراسر استقیم سے منہ موڑے گا۔ اس کے لئے یہی جزا ہے ومن یلمن الله فماله من مكرم (رج ۱۲) اور جس کو اللہ ذلیل کرے۔ اس کو کوئی عزت دینے والا نہیں۔

عزیز ہے کہ از در گیش سر بتافت

بہر دم کہ شد تیج عزت نہ یافت

یہود کی پوری تاریخ آغا نہ سے لے کر اس زمانہ تک قرآن پاک کی صداقت پر شاہد صادق ہے۔

گروہ ضال کی نشان دہی | حضرات! اب ہم کو تیسرے گروہ کا پتہ لگانا ہے۔ جو راستے سے ہٹ چکا ہے، منزل مقصود سے دور چل گیا ہے۔

اس موقع پر یہ بھی ہم کو سمجھنا چاہیے کہ مغضوب اور ضال جس طرح اہل کتاب ہیں، اپنی اپنی مزاجی مناسبت کی بنا پر وہی صورتیں متابعۃً تبیل کتاب میں بھی ہیں جن کی وہ جماعتوں سے ہم کو قرآن نے واقف کرایا ہے۔ اور وہ جو اس اور صائبین ہیں جن میں ایران قدیم اور ہند قدیم کے باشندے بھی داخل ہیں۔ ان کے راستوں اور طریقوں کی پیروی بھی انبیاء علیہم السلام کے راستوں سے دور لے جاتی ہے۔

تاریخ یہود کا ایک ورق | انبیاء علیہم السلام کے بالمقابل انسانی رہبری نہایت ہی کے مدعی گروہ کا نام ملتا ہے۔ جن کا دعویٰ ہے کہ وہ انسانی زندگی کے ہر شعبہ کا فیصلہ دینے والی ذہنی حکمت سے کر سکتے ہیں۔ اور وحی الہی کے علم و معرفت سے مستغنی ہیں۔ اس لئے جن قوموں نے انبیاء کو چھوڑا ہے۔ انہوں نے یا تو براہ راست حکمران کی راہ اختیار کی، یا حکمران اور انبیاء کے علوم اور تعلیمات میں اس طرح تطبیق اور مصالحت کی کوشش کی ہے کہ نقل پرستوں کے علوم و تعلیمات کو صحیح و صادق باور کر کے انبیاء علیہم السلام کے علوم و تعلیمات میں تاویل فاسد کی راہ اختیار کی۔

انبیاء علیہم السلام کے امتیاز میں یہ راہ سب سے پہلے یہود نے اختیار کی۔ دیکھئے جب مصر سے نکل کر دریا پار ہوتے ہیں۔ تو سامری مصری دیوتا کی طوائف اور بھڑے کی شکل میں بنی اسرائیل کے سامنے پیش کرتا ہے۔ اس وقت بنی اسرائیل پکاراٹھتے ہیں کہ یہی تھا براہ موسیٰ کا خدا ہے ہاندا الہکم والہ موسیٰ۔ اور بنی اسرائیل سرسجود ہو جاتے ہیں۔ اور جب حضرت موسیٰ علیہ السلام اس سے مؤاخذ فرماتے ہیں تو صاف کہتا ہے۔

بصرت بما لہم مصر وابدہ فقبضت قبضتہ من اثر الہمبول فنبذتہا وکنذ الہک سولت لی نفسی (طہ ۵)

اس فرستادہ خداوندی کے نقش قدم سے ایک مٹھی بھرنا اٹھائی تھی۔ سو میں نے وہ مٹی اس کے اندر ڈال دی۔ اور میرے جی کو بھی یہی بات پسند آئی۔

آگے بڑھ کر جب بنی اسرائیل کسی دوسری بت پرست قوم کے درمیان پہنچتے ہیں۔ تو اپنے نبی سے فرمائش کرتے ہیں کہ جیسے ان کے دیوتا ہیں ہم سے لئے بھی ایک دیوتا بنا دیجئے۔

موجودہ تواریات میں بار بار یہ ذکر ملتا ہے کہ بنی اسرائیل نے غیر قوموں کے معبودوں کے آگے سر جھکایا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام تشریف لائے تو ان کا انکار کیا۔ ان کو طرح طرح سے تنایا۔ جن حواریوں نے ان کو بنیانا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تشریف آوری کے بعد حواریوں کی گمراہی کے لئے یہودی آگے بڑھے اور انہی کے ایک نئے مدعی الہام کے آگے بڑھ کر تثلیث پرستی وغیرہ کے فاسد عقیدے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمین میں داخل کئے۔ اور بالآخر ان کو گمراہ کر کے چھوڑا۔ اور مصریوں اور یونانیوں کی دیو مالاک مالان کے گلے میں ڈال دی جس کو وہ اب تک ڈالے ہیں۔ پھر اسلام کے ظہور کے بعد امت محمدیہ سلمہ کا کاج وجود ہوا تو ان دونوں گروہوں نے مل کر اس نئی جماعت کے گمراہ کنی کی چالیں اور سازشیں شروع کیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے مطلع فرمایا۔ و دت طائفة من اهل الکتاب لویضلونک (آل عمران ۷۰)

اہل کتاب میں سے کچھ لوگ دل سے چاہتے ہیں کہ تم کو گمراہ کر دیں۔

اہل تاریخ جانتے ہیں کہ اسلام ہر قسم کی تہ میں یہودی نہیں سب سے پہلا فتنہ یہودی نے کیوں کر پیدا کیا۔ اور تب اہل کتاب عجیبوں نے اس چٹکاری کو بھونک بھونک کر ضلالت کا آتش کدہ کیوں کر تیار کیا۔

پھر جب دمشق اور بغداد میں مسلمانوں کی حکومتوں کے تخت
 چھٹے تو یہی تھے جنہوں نے قرآن پاک کے ساتھ ساتھ اسطو
 و فلاطون کے نسخوں کو آمیز کر کے اسلام کے عقائد و اعمال
 کا نیا صحیفہ بنا کر پیش کر دیا۔

اسے حضرت بہتر ہو کہ اس موقع پر ماضی کی داستان
 یہ کر دی جاتے ہیں کہ یہودیوں نے جب سے یورپ
 کی زمین میں یونانیوں کے زمانہ سے قدم رکھا ہے۔ اور
 وقتاً فوقتاً مختلف ملکوں کی عیسائی قوموں کے بظاہر زیر سایہ
 نہ کر ان پر زہنی و علمی اور مالی فرمانروائی کی ہے۔ اور
 جب اس قوم کو تہذیب ہوا ہے تو اس نے ان کے خلاف ہنگام
 برپا کر کے ان کو تہذیب کر کے اور ان کی لوٹی ہوئی دولت
 کو تصرف میں لاکر خود ان کو اپنے ملک سے جلا وطن کر کے
 اپنی نیکو خلاصی کی ہے۔ یہ واقعہ ایک دفعہ نہیں بلکہ یورپ
 میں بار بار پیش آیا ہے اور چین کی آخری شمالی نازی
 ہٹلر کی صورت میں ہمارے اور آپ کے زمانہ میں بھی
 پیش آئی۔

یورپ کا ہر فتنہ اور زہنی انقلاب کا ہر سنگامہ و دنیا
 نصاریٰ میں رہنا ہوتا رہا ہے۔ اس کی تہ میں جو قوت
 کار فرما ہوتی ہے۔ وہ یہودی ہوتی ہے۔ وطنیت کا
 فتنہ بین الاقوامیت کا فتنہ اور یہودی کیسی کا فتنہ، سوشلزم
 کا فتنہ، بالشوازم کا فتنہ، ان میں سے کون چیز ہے جو یہودی
 کی دماغی سرکشی اور ذہنی طغیان خیال کی منہن نہیں آج
 یورپ اور امریکہ میں ایک طرف سرمایہ پرستی اور جمہوریت
 کا پرا قائم ہے۔ اور دوسری طرف مزدوروں اور
 کسانوں کی دعوت کی غلط صورت اور سوشلسٹ تحریک
 کی لادینی حکومت کے کیپنگ ہوئے ہیں۔ اور دونوں
 چیزیں یہودیوں کی طغیانہ رہنمائی اور نصاریٰ کی گمراہی
 کے دو گونہ عناصر سے مرکب ہیں۔ اور ساری دنیا ان
 دونوں طغیانوں کی گمراہی کے فتنوں میں سر سے پاؤں تک

مبتلا ہے۔ افسوس کہ وقت کا تقاضا ان متنبی صہیں کی اہلی
 حالت کی تفصیل و تشریح و تطبیق کی اجازت نہیں دیتا۔

مسلمانوں کا فرض | آج ہمارے اسلامی ممالک خواہ
 وہ اپنے کو آزاد کہیں یا غلام، حاکم

کہیں یا محکوم کیا انہی دو فتنوں میں سے کسی ایک میں مبتلا
 نہیں، اب یاد کیجئے رب العالمین، ملک یوم الدین نے اول
 روز سے ہم کو یہ بتایا تھا کہ تم ہمیشہ ہر ایک حال اور اپنی
 ہر ایک چال میں انبیاء علیہم السلام کے راستہ پر قائم رہنا اور
 مغضوب اور ضال قوموں کے راستوں سے بچتے رہنا۔
 مگر کیا یہ واقعہ نہیں کہ ہم نے اس کا الٹ کیا۔ یعنی انبیاء
 کے راستہ کو چھوڑ کر مغضوب اور ضال قوموں کی راہوں
 کو اختیار کیا، اور آج بھی یہی حال ہے۔ آج مسلمانوں کی
 ہر جماعت خواہ وہ کسی قوم میں ہو اپنی ترقی و اصلاح اور
 سعادت کے لئے انبیاء علیہم السلام کی طرف نہیں بلکہ انہی
 مغضوب اور ضال قوموں کی امامت کی اقتدار کے لئے
 بیقرار ہے۔ وضع قطع تراش و تراش، صورت و سیرت،
 تعلیم و تہذیب، تہذیب و تمدن، اخلاق و عادات، رفتار و
 گفتار، تجارت و اقتصاد و معاملات اور حکومت و سلطنت
 غرض کہ زندگی کے ہر شعبہ میں اس کا رخ انبیاء علیہم السلام
 کی طرف ہے۔ یا مغضوب و ضال قوموں کی طرف ہے۔
 ہم زبان سے تو کہتے ہیں کہ میرا طرف کعبہ شریف کے۔
 مگر قہار کی سمت لندن، پیرس، ماسکو، برلن اور نیویارک
 ہے۔ زبان سے تو اپنی سعادت اور ہدایت کو انبیاء علیہم السلام
 کی اور خصوصاً سرور کائنات احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ
 علیہ وسلم کی پیروی میں منحصر جانتے ہیں۔ مگر دل میں اپنی
 ترقی کا راہ یورپ اور امریکہ کی پیروی میں منحصر جانتے
 ہیں۔ ہم میں سے بعضوں نے جو دانشمندی کے مدعی ہیں ہیں
 اور دنیا کے دھڑے کرکے دیکھے ہیں۔ اور دین میں انبیاء کی
 اور دنیا میں ان مغضوبوں اور گمراہوں کی پیروی کے

داعی ہیں لیکن دین و دنیا کی تقسیم کی تادیل بھی انہی گمراہوں کی تعمیل کا اٹھوہ ہے جنہوں نے اپنے آسمانی مہیضوں میں یہ لکھا یا ہے کہ جو قیصر کا قیصر کو دو اور جو خدا کا ہے وہ خدا کو دو۔ گویا وہ دو خداؤں کے قائل ہیں قیصر جو دنیا پر حکومت کرتا ہے۔ اور خدا جو آسمان پر فرمانروا ہے لیکن انبیاء علیہم السلام کی تعلیم میں وہ واحد ہے۔ وہ قیصر کون ہے جو خدا کے ساتھ برابر کی حکومت کا دعویٰ ہے۔ لہذا ملک السموات والارض (آسمانوں اور زمین کی بادشاہی) اللہ ہی کی ہے، ان مغضوب وصال قوموں کی ایجاد و فترت دولت و طاقت حکومت و سلطنت کی ظاہری جہک دمکے ہماری آنکھوں کو خیرہ کر دیا ہے۔ ان کی عریانی دے بے بزرگی ان کی نفس پرستی و ہوشی کی دغ و پسندی۔ ان کے تکبر و شکبارہ ان کے کفر و عصیان کی ہر تصویر ہمارے دل کو پسند ہے ہمارے بچے جو ان بوڑھے عورت اور مرد ہر ایک اس کو شش میں ہے کہ وہ یہود و نصاریٰ کے اس مشرک پیدا کر دے تہذیب و تمدن اطرد و طریق شکل و لباس تعلیم و تربیت کی راہوں اقتدا کی تیز سے تیز دڑ میں دوسروں سے آگے بڑھ جائے۔ اور ہر اس ناصح کی تکلیف میں مصروف ہے جو ان کو ان مغضوبوں اور گمراہوں کی پیروی سے باز رکھنے کی کوشش کرے۔ آج مسلمان نوجوان اپنی زندگی کے ہر پہلو میں اپنی ملت کے رہنمائے اقدس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نمونہ نہیں بلکہ لین، ٹالین، مسولینی، چھریل اور دزد و دہلیٹ کے نمونوں کی تلاش اور ان کے روپ بھرنے میں ہر طرح کی کوشش ہیں۔ اور انہی کی پیروی میں مسلمانوں کی نجات سمجھتے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مسلمان اقوام کی حقیقی آزادی اور اہل سیاست کو موجودہ مغضوب وصال قوم کے مذموم تمدن تہذیب، اکر وہ اور بے آئین نظام سلطنت

د حکومت الظالمات طریق حکمرانی و فرمانروائی گمراہ طریق تعلیم و تربیت، فاسد اخلاق و کردار اور تفرقات اقتصاد و حیثیات طاقت اور مجرمانہ سیاست پر افسوس نہیں بلکہ اس پر حسرت ہے کہ اس مجرم گنہگار عریان، خوشنما، فاسد اخلاق تفرق اور دشمنی طاقت کے حکمران فرزانہ اور ظالم نظام اقتصاد اور فاسد اصول تضاد عدالت کے مالک ہم کیوں نہ ہوئے۔ ان کو یہ افسوس نہیں کہ شیطان کا تخت جبروت کیوں بچھا ہے۔ بلکہ یہ افسوس ہے کہ ہم اس پر کیوں بیٹھے نہیں۔ ان کو شیطان کے تخت اٹھنے کی فکر نہیں۔ بلکہ اس پر جلوس فرمانے کی فکر مستولی ہے۔ مسلمان مدت سے اس حالت میں ہیں کہ وہ اپنے نظام کو بھول گئے ہیں۔ اور دوسری قوموں کی نقالی میں مصروف ہیں۔ اسلام ایک منتقل نظام حیات، نظام اقتصاد، نظام سیاست اور نظام اخلاق کا نام ہے۔ خود اپنے نظام سے روگرداں ہو کر یا ان میں ترمیم و تبدیل کر کے دنیا کے دوسرے ناقص و فاسد نظامات کو اختیار کرنے میں اپنی زندگی کی نجات جانتے ہیں۔

ترکی، مصر، شام، عراق، افغانستان، شمالی افریقہ، ہندوستان، غرض وہ جہاں کہیں بھی ہیں، خواہ وہ حاکم ہوں یا محکوم یورپ کی نقالی کو اپنی نجات کا واحد ذریعہ سمجھتے ہیں۔ وہ دنیا میں قیصریت اور کسوائت کے علمبردار اور پیغمبروں کے بجائے ہلا کوڑوں اور چلیزیوں کے جانشین بن گئے۔

حکومت الہیہ کا قیام آج انقلاب کا عہد ہے مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ پھر سے اپنی رفتار کی سمت اور زندگی کے مقصد کو درست کریں۔ وہ اللہ کے محکوم اور اس کی شریعت کے حامل اور دنیا میں اس کی شہنشاہی کے نمائندہ بنیں۔ ان کو پہلے اللہ کے قانون کو خود اپنے اوپر اور پھر اس کے بعد دوسروں کے اوپر

جمعیت العلماء نے بمبئی کا تعلق ہے۔ اس مقصد کو حسب ذیل طریقوں سے حاصل کیا جاسکتا ہے :-

(۱) بمبئی میں ایک عظیم الشان مذہبی درسگاہ کا قیام عمل میں آئے۔ جس کی صحیح تعلیم و تربیت کی پوری نگرانی و حفاظت ہو۔

(۲) یہاں کی مسجدوں میں قرآن پاک کے عام فہم درس کا انتظام کیا جائے۔ جس سے عام مسلمانوں کو اپنے دین کی صحیح واقفیت ہو۔

(۳) عام ماہانہ مواعظ کے ذریعہ سے اخلاق و عادات فاسدہ اور شادی و غمی بے جا مراسم کی اصلاح ہو۔

(۴) وقتاً فوقتاً اردو اور گجراتی و مرٹی زبانوں میں اسلامی رسالوں کی اشاعت کا سامان کیا جائے۔

(۵) ایسی مخلص جماعتیں بنائی جائیں جو محلہ محلہ میں پھر کر مسلمانوں میں کلمہ توحید کی تلقین اور نماز کی تاکید کریں۔

نا فذکرنا چاہیے۔

مسلمانوں کو ان معنوں میں قوم نہیں کہنا چاہیے

جن معنوں میں مذک اور نسل و نسب اور وطن کے اجزائے ترکیبی سے دنیا میں قومیں بنائی جاتی ہیں۔ بلکہ انسانی جماعتوں

کا وہ ایسا مجموعہ ہیں جن کے تمیزی اجزاء خاص خیالات

خاص عقائد، خاص اعمال، خاص اخلاق، خاص تمدن

خاص اصول سلطنت و حکمرانی ہیں۔ اسی لئے وہ دوسری

قوموں کے ساتھ متحد و محکم ہو کر نہیں بلکہ مصالحانہ و

معاہدانہ اصول پر دوست بن کر زندگی بسر کر سکتے ہیں۔

ورنہ ان کا وجود دوسری قوموں کے ساتھ مخلوط ہو کر

پائدار نہ ہوگا۔ خصوصیت کے ساتھ اس اصطلاح میں

جہاں مسلمان تعداد میں نسبتاً کم ہیں اور دنیا بھر کی مختلف

قومیں اندیسوں اور فرقوں کے سمندر میں غرق ہیں۔

اے حضرات! ضرورت ہے ذہنیت کے بدلنے

خیالات کے بدلنے اور صحیح فکر کو سامنے رکھنے اور صحیح

نصب العین کو اپنے دل میں جگہ دینے کی۔ جہاں تک

اطلاعات - ماہ جون کی اول تاریخ سے حزب الانصار کا تبلیغی دورہ شروع ہو گیا ہے مولانا حاجی افتخار احمد صاحب امیر حزب الانصار اور

مجلس حزب الانصار کے تبلیغی وفد کے ارکان مولانا محمد عالم صاحب مولوی محمد صلیب صاحب مولوی محمد بخش صاحب مولوی غلام حسین صاحب نے

مندرجہ ذیل مقامات کا دورہ کیا بعض مقامات پر نہایت شاندار جلسے منعقد کئے گئے اور مسلمانوں کو اسلامی احکام سے آگاہ کیا گیا۔ ... زمین پورہ

ٹھٹھی دیا پینڈی کوٹ۔ حضور پورہ۔ دوھن میلہ والہ۔ نمطاس۔ کوٹ حاکم خاں۔ راجھا والہ۔ ڈھل۔ چک براداس۔ چادہ دین پورہ۔ سرگودھا

نور پورہ۔ جادھا۔ بھڑتھہ۔ نور خانیوالہ۔ چک شیخاں۔ بچانی سداہ کمبہ۔ چک لائل پور۔ چک بٹالی۔ بٹھٹہ۔ ٹوانہ وغیرہ وغیرہ۔

ہر مقام پر لوگوں نے نہایت ذوق و شوق کے ساتھ وفد حزب الانصار کا خیر مقدم کیا۔ اور ارکان وفد کے ایمان اور وقار پر سے

مقتنع اور سیراب ہوئے۔ ہر جگہ حزب الانصار کے اغراض و مقاصد اور اس جماعت کے اصل نصب العین کی خوب توضیح کی گئی اور اس

جماعت کی زمین مذہبی خدمات کا تعارف کران کران کو ترغیب دی گئی کہ ایسے فعال اور خالص مذہبی خدمت کرنے والی جماعت

کو مزید تقویت پہنچا کر اس نازک دور میں اپنے جذبہ ایمانی کا ثبوت دیں۔

دارالعلوم عزیزیہ میں تعلیم و تدریس کا کام باقاعدہ نہایت خوش اسلوبی کے ساتھ جاری ہے۔ تمام طلبہ نہایت شوق و اہتمام

امتحان شعبان کے ادائے میں ہوگا۔ دار برٹن کا مدرسہ عربیہ بھی نہایت اعلیٰ طریقہ سے چل رہا ہے۔ مولانا دوست محمد صاحب۔ اور حافظ محمد حسن صاحب نہایت تنہی اور قلبی ذوق و شوق سے کام کر رہے ہیں۔ وسط شعبان میں وہاں کا سالانہ امتحان ہوگا۔

اشتراکیت کے مباح آبادی ایجنٹ کی عالم بدحواسی میں نہ ہرانی

مولانا ندوی کے باطل شکن خطبہ صدارت پر تلمذات

(از جناب مولانا سیاح الدین صاحب کاکاخیل)

اشتراکیت کے ایجنٹ | کچھ عرصہ سے ہندوستان میں بعض "ہندو" اور مسلمان "یورپ کی جدید لعنت سوشلزم کے ایجنٹ بن کر ان غیلاٹ نظریات کی نشر و اشاعت کر رہے ہیں جن کو سوشلزم کے نام سے کارل مارکس اور اس کے ساتھیوں نے پیش کیا۔ اور لینن و اسٹالن نے اس کو ترقی دے کر اور روس میں ایک عملی انقلاب پیدا کر کے ایک مذہب کی صورت میں روشناس کر یا ظلم سرمایہ داروں اور غریب کو ستانے والے امراد و اغیار کے ہاتھوں تباہ و برباد کسانوں، مزدوروں اور مفلس طبقہ کی حالت ناز سے فائدہ لے کر ان کو دعوت دی جا رہی ہے کہ تمہاری تمام اقتصادی مشکلات کا حل اور تمہارے لئے روٹی کا معقول انتظام صرف اسی نظام ہی میں ہے اور چونکہ پیٹ ہی رب اکبر ہے اس لئے اس کی پوجا کے لئے تمام سہولتیں تم کو تب تک پیش ہو سکتی ہیں کہ اس "انڈیم" پر ایمان لے آؤ۔ اور مارکس و لینن کو محسن اعظم تسلیم کر دے ان کی رہنمائی میں اپنی زندگی کا دستور العمل مرتب کرو روٹی پیٹ کے مسئلے کے حل کی ان خوشنما اور نظر فریب کمیوں کو دیکھ کر کچھ کوتاہ اندیش اور سطحی النظر لوگ اس دعوت پر ان کی طرف نظریں اٹھا کر امید کی نگاہوں سے دیکھتے تھے ہیں لیکن اس آواز کے قدرے کامیاب ہو جانے اور بعض غائبانہ مندوؤں اور نسلی مسئلوں کی ان کی طرف اپک کر جانے اور اس "انڈیم"

کے حسن و کمال کے گن گانے کی ایک وجہ اور بھی ہے بلکہ اگر غور سے کام لے کر دیکھا جائے تو معلوم ہو جائیگا کہ حقیقی اور اصلی وجہ بس وہی ہے کہ انگریزی تعلیم اور کالجوں، یونیورسٹیوں کی تربیت و پرورش سے ہمارے نوجوانوں کے دماغ مذہب سے مذہبی روایات سے، مذہبی شعائر و اخلاق سے اس قدر باغی ہو چکے ہیں کہ وہ اب کسی طرح ان اصول و ضوابط کے ماننے کے لئے تیار نہیں جن اصول و ضوابط کی بنیاد مذہب ان کی گرفت کرتا۔ اور ان کو ایک قانون کی بندشوں میں جکڑ بند رکھنا چاہتا ہے۔ ان کی خواہش ہے کہ وہ تمام قیود و حدود سے آزاد ہوں۔ اور یہ چاہیں زندگی گذاریں۔ اور دنیا میں خوب مرث لوٹتے رہیں۔ اس لئے اب ان کو ضرورت ہے کہ کسی ایسی جگہ میں جا کر پناہ ڈھونڈیں کہ جہاں وہ مذہب کے تمام ضوابط و قوانین سے آزاد ہو کر من مانی کا روائیاں کر سکیں۔ اور صرف ایک "محوان" کی طرح فقط پیٹ بھرنے کی فکر تو کریں۔ اس کے باسوا کسی انسانی ذمہ داری کے ذمہ دار اور کسی انسانی اخلاق و ضوابط کے پابند قرار نہ دیئے جائیں۔ اور ظاہر ہے کہ اس غرض کے لئے ان کو اشتراکیت کی یہ تحریک زیادہ مفید ثابت ہو سکتی ہے جہاں مذہب سے کھلم کھلا بغاوت کر کے وہ اپنی زندگی گزار سکتے ہیں۔ اور یہی وجہ ہے کہ آج بہت سے سرمایہ دار و غریبوں کے گائے پلے پلے کی

کمانی سے خوب عیش و عشرت کرتے اور مزدوروں
کسانوں کے خون کے پٹرول سے صیافہ فائر موٹر گاڑوں
میں اڑتے پھرتے ہیں۔ اپنی اشتراکی جماعتوں میں شامل
ہوتے ہیں۔ اور کمیونسٹ کہلاتے ہیں۔ اس سلسلہ میں
اُس خط کا پیش کرنا نہایت مؤثر نہ ہو گا۔ جو مولانا
مؤدودی کے مجموعہ مضامین تحقیقات میں شائع ہوا ہے
اور جس میں ایک صاحب نے علی گڑھ یونیورسٹی کی
باطنی کیفیت کا صمیم مرقع پیش کیا ہے۔ اور کافی تجربہ
کے بعد یہ نتیجہ اخذ کیا ہے۔ اور آج کل کے فوجیوں
کی اشتراکیت کس غرض و مقصد کے لئے ہوتی اور کن
کن عوامل و عوامل سے وہ سوشلزم پر ایمان لے
آتے ہیں۔ صاحب خط نے اپنے ذہنی ارتقاء
کی روداد بیان کرتے ہوئے لکھا ہے:-

علی گڑھ میں مجھے اسلامی دنیا کے خارجی
فتنہ یعنی تفریح کی آخری ارتقائی منزلیں
یعنی کمیونزم سے دوچار ہونا پڑا۔ میں پہلے
مغربیت کو کوئی خطرناک چیز نہ سمجھتا تھا۔
لیکن علی گڑھ کے تجربات نے مجھے حقیقت
سے روشناس کرادیا۔ اسلامی ہند کے اس
مرکز میں ایک خاصی تعداد ایسے افراد موجود
ہے جو اسلام سے مرتد ہو کر کمیونزم کے
پروجوش مبلغ بن گئے ہیں۔ اس جماعت میں
اساتذہ میں سے کافی لوگ شامل ہیں۔ اور
یہ اساتذہ تمام ذہین اور ذکی نوجوان طلبہ
کو اپنے جال میں پھانستے ہیں۔ ان لوگوں نے
کمیونزم کو اس لئے اختیار نہیں کیا کہ وہ
غریبوں اور کسانوں اور مزدوروں کی
حمایت اور امداد کرتا چاہتے ہیں۔ کیونکہ
ان کی عملی مسرتا زندگیوں ان کی بناوٹی

باتوں پر پانی پھیر دیتی ہیں۔ بلکہ انہوں نے اسے
اس لئے اختیار کیا ہے کہ وہ ایک عالمگیر تحریک
کے سایہ میں اپنی اخلاقی کمزوریوں اور اپنے
خودانہ رجحانات طبع اور اپنے باطل نییلات
کو اعتراض سے محفوظ کر سکیں۔ کمیونزم نے
پہلے مجھے بھی دھوکہ دیا۔ میں نے خیال کیا
یہ اسلام ہی کا ایک مکمل اور غیر ذمہ دارانہ
ایڈیشن ہے۔ لیکن بغور مطالعہ کرنے کے بعد
معلوم ہوا کہ اسلام اور اس کے بنیادی نصوص
میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔

الغرض لاد مذہبیوں اور آزاد فکروں کا یہ گمراہ عرصہ
سے کمیونزم اور سوشلزم کے نام سے غریبوں کی
حمایت دہمزدی کے خوشنما الفاظ کے لباس میں کفر
الحاد کو جو انوں میں پھیلا رہا تھا۔ لیکن اتفاقات
زمانہ اور ایک اکیلے اور پانچ سال کی متواتر جنگ دہلی
سے تھکے ماندے جرمنی کے بہت سے اتحادیوں کے مہمات
گھر جانے کی وجہ سے جب ہٹلر کو شکست ہوئی۔ اور
روس کی سرخ فوجیں تباہی و بربادی کے بعد پھر اس
قابل ہو گئیں کہ لینن گراڈ کی حالت محاصرہ اور ماسکو
کے خطرات میں گھر جانے کے بجائے خود جرمنی کے
مرکزی شہر برلن میں فاتحانہ تباہی مچاتی ہوئی داخل
ہو گئیں۔ اور شان کی سیاسی اور فوجی قوت تمام یورپی
طاقتوں پر نظر آنے لگی۔ تو اس کے ہندوستانی اتحادیوں
کو بھی اشتراکیت کے پروپیگنڈے کے تیز تر کرنے اور
اپنے نظریات کے مزید پھیلانے کا موقع ہاتھ آیا۔ اور
ہندوستان بھر کے وہ کمیونسٹ اور سوشلسٹ جو روس
کی ابتدائی شکست خوردگیوں کی وجہ سے اوداس
دنگین کوڑوں میں دبے پڑے تھے۔ پھر بربر نے
کالنے لگے۔ اور تمام سیاسی جماعتوں میں گھس کر

غیظ و غضب سے جل اٹھتے ہیں کیونکہ اُن کے عقیدے میں
مائیکس کے نظام اور لینن کی مؤسسہ حکومت سے بڑھ
کر دنیا میں نہ کبھی کوئی نظام ہوا اور نہ ہو سکتا ہے۔

ملیح آبادی ایجنٹ | اُن لوگوں میں سے جنہوں نے مسلمانوں
بلکہ مولانا قیامی کے لباس میں الحاد

کی اشاعت کا بیڑا اٹھایا ہے۔ اور اسلام کو سر زمین
ہند سے پورے طور پر مٹا دینے کا تہیہ کیا ہے۔ ایک
صاحب عبدالرزاق قیامی ملیح آبادی ایڈیٹر روزنامہ "ہند"
کلکتہ بھی ہیں جو اپنے مخصوص افکار و خیالات سے زائد منشی
اور اسلام دشمنی کی وجہ سے عرصہ سے کافی مشہور ہیں
آپ اشتراکیت کے مبلغ اعظم اور کارل مائیکس و لینن پر
ایمان لانے والوں کی صف اول میں شامل ہیں۔ اور وہ
اپنے اجارے کے ذریعہ ایجنٹ کے فرائض خوب ادا کرتے
ہیں اور روسی نظام کے کمالات و محاسن اور سرخ
فوج کے بہادریوں کی شجاعت و بہالت، یاں نشاری
و استقلال کی خوب اشاعت کرتے رہتے ہیں۔ اس کی کوشش میں
ہیں کہ تمام مسلمان اپنے سابقہ رجعت پسندانہ اور قیامت
عقائد و خیالات اور اسلامی نظریات کو چھوڑ کر اس
مذہب جدید کی پیروی کرنے لگ جائیں۔ اور جو کوئی
"اسلام" پر جسے رہنے کی ہدایت کرتا ہوا اس کو نظر
آجائے تو اس کو رجعت پسند ترقی کا دشمن "کھوکھلا اور
بے معنی لفظوں کی پھولی پھلیوں میں مسلمانوں کو پھینانے
والا" سرمایہ داروں کا خوشامدی وغیرہ غیر انقلاب
سے یاد کر کے اس کے خلاف طوفان بدتمیز برپا کر
دیا جاتا ہے۔

مولانا ندوی کا خطبہ صدارت | علامہ سید سلیمان ندوی
زید مجدد ملک کے

ایک ممتاز عالم دین مشہور و معروف محقق بہترین
تورخ و ادیب سیاسی بصیرت رکھنے والے مدبر اور ہر

وہاں اپنی اکثریت اور آواز کی قوت پرید کرنے اور
اُن کے دستور العمل اور طریق کار پر اپنے خیالات و
رجحانات غالب کرانے کی فکر میں لگ گئے۔ اور عجب تر
یہ کہ یہی مذہب نہ ہی جماعتوں میں بھی داخل ہو کر
مذہبی سرچ پر بھی قبضہ کرنا چاہتے ہیں تاکہ آپ منبر پر
سے بھی مسلمانوں کو یہ آواز سنا دیں کہ لینن نے جو کہ
ان کے عقیدہ کے موافق اشتراکی پیغمبر کا خلیفہ اول ہے
ارشاد فرمایا ہے کہ

یہ لوگ مذہب کو ایفون کی طرح استعمال

کرتے ہیں۔ اور عوام کو اس کے نشہ میں

بیہوش کر کے نہیں اقتصاد دانوں کی

طرف متوجہ ہونے کی فرصت نہیں دیتے۔

اور تاکہ کہا جائے کہ نہ کوئی تہذیب مغربی کہلائی جاسکتی
ہے اور نہ مشرقی اور مسلمانوں کی علیحدہ تہذیب اور کلچر کا
دعویٰ ہی غلط ہے۔ روسی نظام حکومت کے گن گائے
جاتے ہیں سو ویٹ روس کے مناقب و محامد غالیہ انداز
میں بیان کر کے آخر میں مسلمانوں کو کھلم کھلا کہا جا رہا ہے
کہ یاد رکھو "مستقبل میں ہمارا ساتھی روس ہی ہو گا"
نیا جہان پور کے ایک اجتماع میں حسرت موہانی
اور آزاد سجانی صاحب نے جو کچھ درافتاشی فرما کر ہل
کی حمایت کا جو ناخوشگوار فریقہ ادا کیا ہے اس پر
مزید تاہم کہنا پڑتا ہے کہ مذہب کے نام سے لاندہی
کی اشاعت کی یہ جہرات کس قدر عجیب ہے۔

لاندہی اتحاد اور تفریق کے اس دور میں بہت

سے ایسے لوگ جن کے دلوں میں مذہب کی کوئی وقعت

نہیں رہی ہے۔ اور ان کو کسی جگہ سر چھپانے کی ضرورت

ہے۔ وہ دودھ دودھ کر اس پارٹی میں داخل ہو رہے ہیں

اور جب کبھی مذہب کا اسلام کے حسن و خوبی کا اسلامی

نظام کی برتری کا ایسوں کے سامنے ذکر ہو جائے تو فوراً

جہت سے اور ہر طبقہ میں روشناس ہوتی ہیں۔ آپ نے جمعیت
العلماء و صوبہ بمبئی کے جلسہ کی صدارت کرتے ہوئے ایک فاضلہ
اور عالمائے خطبہ صدارت ایشاد فرمایا ہے جو فادیت اور
مختلف خصوصیات کی وجہ سے شمس الاسلام میں بھی ہدیہ
تاریخ کرام کیا جاتا ہے۔ اس خطبہ صدارت میں مولانا موصوف
نے جس سن و خوبی اور سلاست زبان کے ساتھ تاریخی
واقعات کی طرف اشارات کرتے ہوئے مغضوب مذاہب
فروغ سے ہر طرح بچے رہنے کی تاکید فرمائی اور مسلمانوں
کو صراط مستقیم پر گامزن ہونے اور انبیاء کرام کے
رستہ پر جادہ پیمایا ہونے کی ہدایت کی ہے۔ وہ واقعات
تحسین و آفرین اور حد درجہ مستحسن ہیں۔ لیکن
اشتراکیت کے وہ ایجنٹ جو مسلمانوں کو دھوکہ دے دے
کریزنی آقا صلی اللہ علیہ وسلم سے کٹوانے اور مادہ کس
و این کے دامن سے وابستہ کرنے کی سعی و کوشش میں لگے
ہوئے ہیں۔ ان کو مولانا کی یہ صدارت حق کب پسند آسکتی تھی
اور ان کو کب گوارا تھا کہ ایسے باطل شکن خطبات کو سن
کر اور سمجھ کر مسلمان ان چالاک شکاہوں اور خطرناک بھیروں
سے متنبہ ہو شیارہ نہ کریں۔ اس لئے اس پیغام حق
سے باطل گروہ میں ایک تلامذہ پیدا ہوئی۔ اور عالم
بدعوا میں ان کو تنبیہ و تنقید کرنے کی بجائے دشنام
طرازی اور توہین و تحقیر کی سوچی چانچہ ملیح آبادی نے
اپنے اس فریضہ کی انجام دہی کے لئے قلم اٹھایا اور اپنے
اخبار "ہند کلکتہ" کی ۲۸-۲۹-۳۰-۳۱ مئی کی چار اشاعتوں
میں تنقیدی مقالے لکھے۔ اور متانت و سنجیدگی کو چھوڑ کر
صرف برا بھلا کہنے اور لفاظیاں کرنے کے سوا ان چار
اشاعتوں میں کوئی ٹھوس دلیل پیش نہیں کی۔ دیکھئے مولانا
فرماتے ہیں:-

یورپ کا ہر فرقہ اور ذہنی انقلاب کا ہر منکامہ
جو دنیا سے نصابی میں رہنا جو تار ہے اس

کی تہیں جو قوت کار فرما ہوتی ہے۔ وطنیت کا
نقشہ بین الاقوامیت کا نقشہ۔ ڈیموکریسی کا نقشہ
سوشلزم کا نقشہ، بالشوزم کا نقشہ۔ ان میں
سے کون چیز ہے جو یہود کی دماغی کشش اور ذہنی
طغیان خیال کی ممنون نہیں آج یورپ اور
امریکہ میں ایک طرف سرمایہ پرستی اور جمہوریت
کا پیرا قائم ہے۔ اور دوسری طرف مزدوروں
اور کسانوں کی دعوت کی غلط صورت اور شوٹ
تحریک کی لادینی حکومت کے کیمپ لگے ہوئے
ہیں۔ اور دونوں چیزیں یہودیوں کی طغیانہ
رہنمائی اور نصابی کی نگرانی کے دو گونہ عناصر
مربک ہیں اور ساری دنیا ان دونوں طغیان
و نگرانی کے نقضوں میں سر سے پاؤں تک مبتلا

مزدور جمہور بالاباطل شکن عبارات کو دیکھ کر شش آ باد ہوئی
ایجنٹ تلامذہ اٹھا اور سمجھ گیا کہ یہ یہودی تو میرے پیشوا و
مدرس و مین ہیں جن کے ذہنی طغیان خیال اور دماغی کشش
سے یورپ میں لادینی حکومت کے کیمپ لگے ہوئے ہیں
ان چند جملوں میں اشارہ کر کے جس ناپسندیدہ
کہا اور جس کو سمجھ لینے سے یقیناً یقیناً مسلمانوں کو بہت نفع
پہنچ سکتا ہے لیکن ملیح آبادی صاحب بدعواں جو کہ ہلکی ہلکی
باتیں شروع کرنے لگے اور بچارے کو بہت افسوس ہوا
کہ "مولانا نے سراسر رجعت پسندانہ اور دنیاؤسی خیالات
اپنے قلم میں پیش کیے ہیں جن سے مسلمانوں کو ہرگز کوئی
نفع نہیں پہنچ سکتا۔ البتہ زیادہ سے زیادہ نقصان
پہنچ سکتا ہے" اسی ہی آپ بیٹے مسلمانوں کہ نقصان
شروع پہنچ سکتا ہے۔ جن کے باطل پرور دہشت گردانہ
کے بعد گندہ ہو جائیں گے۔ اور پھر سے بھولے بھاری مسلمان

آپ کے جال میں پھنسنے اور ملامت کے نقشہ میں
بن جانے سے بچ جائیں گے۔ مگر آپ بیٹے مسلمانوں کا نقصان

حقیقی مسلمانوں کے لئے سراسر نفع اور بالکل فائدہ ہے اب اس عبارت پر مدبر ہند کی تنقید ملاحظہ ہو۔

”مولانا نے یہ جو کچھ کہا ہے سیاسی تاریخ کے خلاف ہے اور وہ سرگز اپنے دعویٰ کو تاریخ سے ثابت نہیں کر سکتے۔ ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ یہودیوں کے خلاف ہٹلری نے جو کچھ کیا وہ سب سچ ہے ہوں اور اسی پر ڈیٹنگ کے لئے یہ جہ بنیاد بنا کر رکھے ہوں۔“

مولانا نے دی کے مندرجہ عبارت کو پڑھ لینے کے بعد ہر وہ شخص جس کو مختلف ممالک کی سیاسی تاریخ سے قدرے جہی واقفیت ہو اور خاص کر یورپ کی مذکورہ بالا تحریکات اور ان کے اولین داعیوں اور پرزوان چڑھانے والے انٹراکفر کی زندگی کے سوانح و حالات کا علم ہو۔ وہ یقیناً یہ کہے گا کہ مولانا نے چند جملوں میں ایک تاریخی حقیقت کو ثابت بہترین طریقہ سے ادا کر دیا ہے۔ مگر ملیح آبادی ایک ولین کے عشق و محبت میں کچھ ایسا مستغرق و حواس باختہ ہے کہ وہ ایک حقیقت کے جھٹلانیے میں بھی شرم محسوس نہیں کرتا۔ اور ڈھٹائی کے ساتھ کہتا ہے کہ ”مولانا نے جو کچھ فرمایا وہ سیاسی تاریخ کے خلاف ہے الخ“

اس دعویٰ کو تاریخ سے مولانا تو کیا ہر کوئی ثابت کر دے گا لیکن ان یہ صحت نہ آپ سے کوئی بھی منوانہیں سکتا۔ کیونکہ مارکس ولین کی خاطر اللہ تعالیٰ کی مغضوب قوم یہود کی محبت میں آپ اس قدر بختہ اور کامل واقع ہوئے ہیں کہ آپ حقیقت کی تکذیب کے لئے آمادہ ہو سکتے ہیں۔ اور آپ کو اس کہنے میں بھی ہاک نہ ہو گا کہ یہ جو کچھ تاریخ کے نام سے میرے سامنے پیش کیا گیا ہے اس میں ہٹلری تاریخ سے جو قابل وقت و اعتبار نہیں۔

ملیح آبادی صاحب یاد رکھیں کہ یہودیوں کے خلاف ہم نشان کسی ہٹلری پر ڈیٹنگ کے کی وجہ سے قائل نہیں ہیں آپ کو یہ بڑی غلط فہمی ہو سکتی ہے۔ بلکہ قرآن مجید اور احادیث

نبویہ کی روشنی میں ہم اس مغضوب قوم کے متعلق وہ رائے رکھتے ہیں جن کا کچھ ظاہر مولانا نے دی نے اپنے خطبہ میں فرمایا ہے۔ اور مسلمان کو اس قوم کے متعلق یہی رائے رکھنی چاہیے۔ خواہ اس سے ملیح آبادی انگاروں پر لڑتے ہوں یا پریشان و بدحواس ہو کر دشنام طرائیوں پر اتر آتے ہوں۔ مولا بغیظکم! سنئے؛ کہ یہ قرآن و حدیث کا ”پر ڈیٹنگ“ ہے۔ ہٹلری کے پر ڈیٹنگ سے کا نہ ہم پر اثر ہے اور نہ ہو سکتا ہے کیونکہ بفضل تعالیٰ ہم پر مغربی لیڈروں کے پر ڈیٹنگ سے کا اثر نہ کبھی ہوا اور نہ کبھی ہو گا۔ یہ آپ ہی حضرت میں کہ یورپ کے ”انٹراکفر“ کی تقلید میں اپنے دین و مذہب سے بھی ہاتھ دھونے کے لئے آمادہ ہو گئے ہیں۔

مارکس کی یہودیت | ملیح آبادی صاحب مارکس کو چنانے کے لئے اس پر زیادہ زور دے رہے ہیں کہ اگرچہ مارکس خاندانی طور پر یہودی تھا لیکن بعد میں وہ یہودی کہاں نہ تھا بلکہ وہ ٹولڈ ہیپ ہو گیا تھا لیکن یہ خیال نہیں کر لے۔ کہ اس یہودی کی یہی تودہ داعی سرکشی اور ذہنی طغیان خیال ہے کہ اس نے لائڈبی کے ایک نظام کی بنیادیں استوار کیں۔ اور اپنے بعد اور کتنوں کو احکام و ہریت کے ان محقق غاروں میں گرا کر تباہ و برباد کر دیا۔ اس سلسلہ میں ملیح آبادی نے لائڈ ہیپ مارکس کے بچاؤ کے لئے حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ حضرت ام المؤمنین صفیہ رضی اللہ عنہا اور دوسرے ان صحابہ کرام کا ذکر جو یہودیت سے نائب ہو کر بھرتی دل اسلام کے صلہ مستقیم پر گامزن اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے بال شاربین کے تھے جس لب و لہجہ سے کیا ہے۔ وہ یقیناً تو بین امیر اور قابل ملامت ہے یہودیت سے نکل کر اس سے بدتر کفر اختیار کر کے لائڈ ہیپ و ملحد بن جانے والے مارکس کی تشبیہ ان مقدس

اسی طرح ان دونوں اور ان کے ہمنواؤں نے اسی مافی
مشرقی اور لطیفان خیال کی بنا پر یہودیت کے کفر سے
کہیں بڑھ کر ترقی کی اور لاندہیب و لحد ہو کر تمام دنیا
کو گمراہ کرنے اور مذاہب عام کو فنا کرنے کی سعی میں مصروف
ہو گئے۔

اس پر تعجب نہ ہونا چاہیے کہ دنیا کی تمام اقوام میں سب سے بڑھ کر سرمایہ دار اور پرے درجہ کی کنجوس قوم یہودی کی حمایت میں سرمایہ دارانہ نظام کا مخالف سوشلسٹ ملیح آبادی کیوں اس قدر گرم ہے اس لئے کہ ابتدا میں عرض کر چکا ہوں کہ غریبوں کی ہمدردی و حمایت کو صرف لوگوں کو چال میں پھنسانے کا ایک ذریعہ ہے۔ اور سرمایہ دارانہ نظام سے اپنی بیزاری و مہارت کے اعلانات کو صرف ہاتھی کے دانت ہیں۔ ورنہ حقیقت میں ان کو مذہب کے ساتھ زیادہ عداوت و بیر ہے۔ اس لئے ایک پابند مذہب غریب کی نسبت لاد مذہب سرمایہ دار کے ساتھ ان کی ہمدردیاں زیادہ ہوا کرتی ہیں۔ اور یہی وجہ ہے کہ غریبوں کے خون چوسنے والے اور بدترین جہنم یہودی سرمایہ داروں کی شرابتوں کی حقیقت کھولنے پر کلکتہ میں ملیح آبادی صاحب بچپن ہو رہے ہیں۔ اور مولانا کو کو سنے بیٹھے ہیں۔

مشرق آبادی صاحب نے ایک جملہ لکھا ہے کہ "کیا بے
دین ہو جانے کے بعد بھی کسی کو مولانا زبیر دستی دین ہی کی
دیواہوں میں بند سمجھا جائے خیال کرتے ہیں یہ واقعی ہم
بھی آپ کی تائید کرتے ہیں کہ بے دین ہو جانے کے بعد
کسی کو زبیر دستی دین کی دیواہوں میں بند خیال کرنا
کسی طرح مناسب اور جائز نہیں۔ اور یہی تو وجہ ہے کہ
ہم آپ جیسے حضرات کو بے دین ہو جانے کے بعد زبیر دستی
دین کی دیواہوں میں بند خیال کرنا جائز نہیں سمجھتے۔ اور
چاہتے ہیں کہ آپ ان دیواہوں کے احاطہ سے باہر نکل

نفوس کے ساتھ جنہوں نے یہودیت کی تارکیوں سے نکل کر اسلام کی روشنی سے اپنے کو منور کیا۔ دین حنیف کی پیروی اور سردار دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی کا شرف حاصل کیا۔ کس طرح صحیح و جائز ہو سکتی ہے۔ ان حضرات رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے اس فعل کو ہم توفیق الہی کا ایک کرشمہ رحمت خداداد ہی کی رہنمائی و دستگیری ان حضرات کی سلامت فطرت و نفس باہمن و سعادت اور ذہن و دماغ کی سنجیدگی و ممانعت قرار دے سکتے ہیں اور قرار دیتے ہیں۔ لیکن مادہ کس ولین کے یہودیت کے مذہبی قیود سے پس کش کر لاندہیں و الحاد کو اختیار کرنا اور مطلق مذہب سے بغاوت و سرکشی میں مصروف کا رہنا یقیناً اس کی دماغی سرکشی اور ذہنی طغیان خیال کا نتیجہ قرار دے سکتے ہیں اور قرار دے رہے ہیں۔ مادہ کس ولین کی یہودیت اور اس کی سرکشی کو سوشلزم و بالشیوینزم کی تحریکات میں کاہ فرما ٹھرانے سے یہ لازم قرار دینا کہ ان حضرات دعاوی کی سابقہ یہودیت ان کے اسلام لانے اور اسلامی تحریک میں کاہ فرما ہے۔ کس قدر بے حوصلہ بات ہے سچہ نسبت خاک ربا با عالم پاک۔

ما یستوی الاعلیٰ نالہ۔ یرولا الظلمات ولا النور
ولا الظل ولا النور و ما یستوی الایام ولا الاوقات
ان وہ یہودی جو دماغی سرکشی کی وجہ سے یہودیت کے کھلے کفر کی بجائے منافقت کے بدترین کفر کی طرف منتقل ہو کر منافقانہ طور پر مسلمانوں کو صراطِ مستقیم سے ہٹا دینے کے لئے ان میں داخل ہو گئے تھے۔ اور انہوں نے ہر طرح اسلام کی مسلمانوں کی توسل خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت و عناد میں اور عداوت و دشمنی میں کوشش کی۔ مادہ کس ولین کو انہی کی صف میں داخل کیجئے کہ جس طرح انہوں نے دماغی سرکشی اور ذہنی طغیان خیال کی بنا پر منافقت اختیار کر کے بدترین ہو گئے

کہ کلمہ کھلا اعلان کیجئے۔ اور نادانوں نے خیر مسلمانوں کو شہتہاہ
والقباس میں نہ رکھئے۔ مگر اپنے مندرجہ بالا قول کے خلاف
یہ نہ بدوستی آپ جائز سمجھتے ہیں کہ جو غمناک دین سے نکلنے
اور اسلام سے بے وفائی کرنے کے باوجود بیساکر آئندہ
آ رہے ہیں آپ نہ بدوستی ان دیواروں کے اندر لینے کو
ہند کئے بیٹھے ہیں۔ اور میرٹون، من الدین، کالسم
من الدین، بیلے کے بالکل صاف طور پر صادق ہو جانے کے
باوجود آپ غیروں کا فقرہ کالم بن کر مسلمانوں کی جماعت میں
نہ بدوستی کھسے ہوئے ہیں۔

اس کے بعد مدیر ہند لکھتا ہے۔ "کہ اس کے ساتھ
تو عیسائی اتحاد بھی سوشلزم کے بنانے میں برابر کا شریک
کا رہا۔ لہذا اس کو صورت یہودی کی طرف منسوب کرنا گویا
ایک تاریخی غلطی ہے۔" مگر "انجیلز" کے شریک کا رہنے
سے ہمارے کس نے کیا ہے خود مولانا نے بھی تو یہ فرمایا ہے
کہ "اور دونوں چیزیں یہودیوں کی طاعت نہ رہنمائی اور
نفاذ کی گئیں۔ ای کے دو گونہ عناصر سے مرکب ہیں۔" مگر
اس کے شریک ہونے کے باوجود خود اشتراکیت کے
پیروں کے لئے بلکہ سچ سچ کیئے آپ کے عقیدہ میں کیا
ماکس کی حیثیت "انجیلز" اور دوسرے شریک کا رہے
زیادہ نہیں؟ اور کیا آپ لوگ حقیقی مؤسس اور بانی
شریک ماکس کو قرار دیتے؟ اور کیا "انجیلز" کو دوست
اور شریک کا رہتے تھے؟ باوجود اس کا شکر دوسرے
نہیں سمجھتے؟ اور کیا آپ اپنے مذہب کی "کتاب مہید"
کی شکل کو اس سلسلہ کی دوسری تمام تصنیفات سے
زیادہ وقعت و حیثیت نہیں دیتے کیا۔

فائدہ انگریز نظاموں کے اصل محرک ہیں۔ اگرچہ بعد میں
ان کھیتوں کی آبپاشی اور دنوں نے بھی کی ہے لیکن تخم
ریزی ان یہودیوں ہی کا کام تھا۔ مدیر ہند کو انجیلز اور
دوسرے عیسائیوں، مالٹوف، کالینن وغیرہ اور "موجی
کے بیٹے سٹالین" کے نام پیش کر کے ماہ کس ولینن
کی صفائی کرنے کی ضرورت کیا تھی۔ بس یہ کہہ دیتا کہ میں
اور فلاں فلاں مسلمان اشتراک کیسٹہ باوجود مسلمان
ہونے کے اس نظام پر ایمان لاکر اس کی نشر و اشاعت
اور استحکام میں ہر فن مصروف ہیں۔ اس لئے اب سوشلزم
اور کمیونزم کو یہودیوں کی پیداوار اور ان کے کشش مالوں
کی اختراع نہ کہنا چاہیئے بلکہ مسلمانوں کی ملکیت ہے۔
اور لہذا یہ نظام تو درحقیقت عین اسلام ہے معلوم نہیں
کہ شیخ آبادی صاحب کو یہ خیال کیوں پیدا نہ ہوا۔

ہم کو تو قہقہے کہ مولانا دی جیسے شہرہ آفاق
مصنف و عالم کے خیالات پر تنقید کرتے کرتے ہوئے
شیخ آبادی صاحب فرد کچھ علی استدلالات سے کام
لیں گے لیکن اس سارے مضمون میں برتا بھلا کہنے مولانا
کو رجعت پسند، زائد صوفی، متشکک وغیرہ طعن دینے
کے سوا اور کچھ نہیں۔ اور یہ جملہ تو اور بھی عجیب معلوم
ہوا کہ

"مگر رجعت پسندی مولانا کو بھلا اس قسم کی
کتا میں دیکھنے تک کی کب اجازت دے
سکتی ہے"

حالانکہ ظاہر ہے کہ اس سلسلہ میں مولانا کا مطالعہ شیخ
آبادی سے یقیناً زیادہ وسیع ہے۔ اور یہ جذبہ کبر ابھی اس
موقع پر ہے۔ جبکہ وہ مولانا کو تاریخ کا یہ اہم اور نامض
نکتہ "بتلا ہے" کہ کمیونسٹ مینوفیوٹر اشتراک منشور
عمل، ماکس اور "انجیلز" دونوں کے دستخطوں سے چھپا
ہوا تھا۔ مگر اس سلسلہ کا مدیر ہند اور نشر و اشاعت

برصغیر کے ماکس کو ممتاز و شہناہ تسلیم کر
لیتے ہیں۔ اور مولانا کو دوست اور بانی
نہیں سمجھتے۔

قوموں کی نقالی میں مصروف ہیں۔ اسلام ایک مستقل نظام حیات، نظام اقتصاد، نظام سیاست اور نظام اخلاق کا نام ہے جو خود اپنے نظامات سے روگردان ہو کر یا ان میں ترمیم و تبدیلی کر کے دنیا کے دوسرے ناقص و فاسد نظامات کو اختیار کرنے میں اپنی

زندگی کی نجات سمجھتے ہیں !!

اس عبارت کو پڑھ کر ہر وہ شخص جس کے دل میں ایمان کی روشنی موجود ہے ضرور کہے گا کہ مولانا نے بہت ہی صحیح ارشاد فرمایا۔ اور یقیناً اسلام ایک مستقل نظام حیات، نظام اقتصاد، نظام سیاست اور نظام اخلاق کا نام ہے۔ اور دنیا کے دوسرے تمام نظام خواہ سوشلزم اور کمیونزم ہونیشنلزم ہو یا فاسسٹزم، یا اور کچھ یقیناً ناقص و فاسد اور مسلمانوں کے لئے قابل ترک و بھج ہے۔ لیکن کیا کیا جائے موجودہ زمانہ کے مسلمانوں کے "چڑیا کھر" میں ایسے بھیڑیے اور الذین فی قلوبہم زیغ قسم کے لوگ بھی موجود ہیں جن کے قلوب میں ایمان و یقین کی وہ روشنی بچھ چکی ہے جس کے ذریعہ ان حقائق کا انکشاف ہوا کرتا ہے۔ اس لئے وہ صم بکم و عی قسم کے لوگ فی ظلمات لا یبصرون تیرہ اندھیروں میں اندھے کا لٹھ لئے پھرتے ہیں اور یہ یک جنبش قلم لکھ مارتے ہیں کہ ہم کو یہ ساری باتیں سمجھ میں نہیں آتیں۔ لا نفقۃ کثیرا صما نقول۔ یہ کیا اد پری اور پری باتیں ہو رہی ہیں کیونکہ لکھو۔ قلوب لا یفقهون بھیا۔ چنانچہ اس قسم کے مسلمانوں میں سے ایک مسلمان ملیح آبادی صاحب ان سب کے وکیل و ایجنٹ بن کر مولانا کی مندرجہ بالا عبارت کو نقل کر کے اس پر گہرا نشانی فرماتے اور ایک عجیب و غریب تنقید سپرد قلم کرتے ہیں۔ چنانچہ وہ اسلام کے لئے مستقل نظام حیات، نظام اقتصاد و نظام

بات ہے۔ جو ہر اس تعلیم یافتہ کو معلوم ہے جس نے آپ کے اس مذہب کا ابتدائی اور معمولی مطالعہ بھی کیا ہے۔ اس میں فسطو کے متعلق یہ بھی "اس قسم کی کتابوں میں لکھا ہے کہ اس کی تصنیف و ترتیب میں دونوں شریک تھے لیکن خود ایجنڈہ کا بیان ہے کہ موجودہ شکل میں یہ منشور مارکس ہی کا مسودہ ہے۔

ملیح آبادی کی اس تنقید کا اکثر حصہ مولانا کی تنقید کے لئے وقف کیا گیا ہے۔ اور بار بار اس قسم کے جملے دہرائے ہیں کہ اس خطبہ کے ذریعہ مولانا صرف اپنی علیت، الہی و ہدایت کی کاسکے جانے اور لوگوں کو بے وقوف بنانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اور ایسی باتیں لکھی ہیں جو کسی کی سمجھ میں نہیں آسکتیں اور نہ آئیں گی لہذا آپ خود سوچیں کہ ان لغویات کا ہم جواب دیں تو کیا دیں، اور ملیح آبادی کے نامہ اعمال کی طرح اس کے جواب میں کاغذ کی روسیاہی کیوں کریں۔ فارغین کرام اس خطبہ صدارت کو خود مطالعہ کر کے فیصلہ کر سکیں گے۔ کہ کیا مولانا کی بیان کردہ باتیں کسی کی سمجھ میں آسکتی ہیں یا نہیں؟ ہاں یہ درست ہے کہ ماکسیٹین میں ڈھلے ہوئے دماغ اور اسلامی احکام سے سرکش اور اسلامی نظام سے سراسر باغی شخص کی ذہن میں ان باتوں کا جاگزین ہو جانا مشکل ہے۔ اور بدقسمتی سے ملیح آبادی صاحب بھی اس دل و دماغ کے آدمی واقع ہوئے ہیں۔ لہذا یہ اس کی سمجھ میں آنے والی باتیں ہیں۔ اور نہ ان سے مسلمانوں کو کچھ نفع پہنچ سکتا ہے۔ لیکن یہ گرنہ بیندہ روز شپہ چشم چشمہ آفتاب را چہ گشاہ

اسلام نظام کی جامعیت | مولانا ندوی نے فرمایا ہے۔

مسلمان مدت سے اس عالم میں ہیں کہ وہ اپنے آپ کو بھول گئے ہیں۔ اور دوسری

میں دُشوق سے کہتا ہوں۔ کہ ”ہند“ کی اس عبادت کو پڑھ کر تمام تارین حیران ہوئے ہوں گے۔ کہ مدیر محترم یہ کیا ارشاد فرما رہے ہیں۔ ہم تو اس معتمد عبادت سے کچھ نہ سمجھ سکے؟ نکتہ شناس منصف مزاجوں نے تو اس پریشان گفتاری کو اس کی بدحواسی اور دائرہ علیت کی تنگی پر محمول کیا ہوگا۔ اور معتقدین نے سردھن کر کہا ہوگا کہ شاید کوئی کام کا نکتہ ہوگا۔ مگر غالباً ہم نہیں سمجھ سکے۔ میرے خیال میں آپ نے اپنے جس ”دلچسپ دوست“ کی جو حالت بیان کی ہے شاید اس کی دوستی اور محالیت و مکالمہ کی وجہ سے وہ دلچسپی آپ کی طرف منتقل ہوگئی ہے۔ اور آپ بھی اب اپنی تحریروں میں اس طرح کی دلچسپیوں کا مظاہرہ کر رہے ہیں۔ جیسا کہ آپ کا دلچسپ دوست کسی سوال کے جواب میں کرتا ہے۔ اور نیز آپ نے اپنے ہم وطن و ہم پالہ ہم مذہب و ہم عقیدہ یعنی بدعقیدہ و سوشلسٹ جو شریعہ آبادی کے بھائی سے مولانا عبدالمجید مرحوم فرنگی محلی کے متعلق جو بیان سچ کیا ہے۔ اگر آپ نے ذرا غور کرنے کی زحمت کی تو شاید آپ سمجھ جائیں گے کہ مولانا ندوی نے اس اصول پر عمل نہیں کیا۔ بلکہ آپ کی یہ تنقید اس جواب کا نمونہ ہے جو آپ مولانا فرنگی محلی کی طرف منسوب کر رہے ہیں۔ یعنی یہ کچھ نہ سمجھ کر لکھے گئے۔

حقیقت تو یہی ہے کہ آپ کو تنقیدی مضمون لکھتے وقت یہ سب سوچنے کی ضرورت بھی کیا تھی۔ اصلی مطلب ہی تو یہ تھا کہ ایسی باتیں کہی جائیں جو کسی کی سمجھ میں نہ آئیں آگے دیکھئے۔ اسلام کے ”نظام اقتصاد“ کے متعلق شریعہ آبادی صاحب کا کیا ارشاد ہے:-

مولانا فرماتے ہیں کہ اسلام ایک مستقل نظام اقتصاد ہے یعنی کیا! اسلام کا یہ ”نظام اقتصاد“ کس سے؟ کہاں لکھا ہے؟ کس

سیاست اور نظام اخلاق قرار دیئے جانے کا مذاق اڑاتے اور اس کو ایک مضحکہ خیز بات بتا رہے ہیں لیکن انہوں نے اس سلسلہ میں کوئی ٹھوس دلیل نہیں پیش کی۔ نظام حیا سے انکار کی بڑی وجہ یہ بیان کیے ہیں کہ اگر اسلام کے لئے مستقل نظام حیات ہے تو کیا اسلام سے پہلے انسان حیوان، نباتات، جمادات کی زندگی کا کوئی نظام نہیں تھا؟ اور اگر تھا تو اسلام نے آکر کیا اس پہلے نظام سے الگ ایک مستقل نظام حیات بنایا۔ اور اس صورت میں اسلام دین فطرت کس طرح رہ سکتا ہے۔ کیونکہ ہزاروں برس پہلے جس طرح زندگی چل رہی تھی۔ اس سے الگ ہو کر ایک نیا نظام بنانا فطرت میں ترمیم ہے اور فطرت میں ترمیم ہو نہیں سکتی۔ لہذا اس سے پتہ چلتا ہے کہ اسلام کا مستقل نظام حیات کوئی بھی نہیں۔ آخر یہ ہے وہ مدلل و مبرہن ”تفسیر جس کو صلح آبادی بڑے جوش و فطرت بلند بانگ دعاوی اور مبالغہ زانہ لہجہ میں پیش کر رہا ہے۔ اور لکھ کر بہت خوش ہو گیا ہے کہ میں نے ایک بڑا اور ایسا تیر مارا ہے کہ اس سے مذہب و اہل مذہب کرویوں مجروح کر دیا کہ اب ان کا اس سے جان بڑھنا مشکل ہے۔ حالانکہ وہ اگر اسلام کے نظام حیات کا معنی سمجھ لیتا۔ اسلام کے دین فطرت ہونے کا مطلب کسی عالم دین کے سامنے نہ اٹھائے تلمذہ کر کے سیکھتا۔ اور فطرت میں تبدیل و تغیر کے نہ ہونے کی حقیقت سے واقف ہوتا۔ اور ان شرعی اصطلاحوں کو بار کس دین سے نہیں) شریعت مطہرہ سے جاننے کی کوشش کرتا۔ اور پھر عدل و انصاف سے کام لے کر کچھ لکھتا تو یقیناً پھر ایسی بے ربط و بے جوڑ باتیں اور بودی تفسیر کبھی زبان قلم سے نکال کر اپنی علیت اور فضائل و کمالات کی پردہ دری نہ کرتا۔ بلکہ نہ تو مولانا کو ف

نے لکھا ہے؟ کب لکھا گیا ہے؟ مولانا نے یہ
کچھ نہیں بتایا۔ بتانے کی ضرورت بھی کی تھی
غرض تو لوگوں کو خوشنما لفظوں سے بے وقوف
بنانا ہے۔

اس "کیا ہے" کا جواب بحمد اللہ تعالیٰ ہمارے پاس موجود ہے
اور اسلامی نظام اقتصاد "چونکہ ایک عالمگیر نظام اور
اقتصادیات کے متعلق ایک مکمل ضابطہ و قانون ہے
اس لئے تفصیلاً اس جرم کا جواب تو ہم پھر اگر ضرورت
ہوئی ایک مستقل مضمون کے ذریعہ قدرے سمجھا دیں گے
تین "کہاں لکھا ہے؟" کے جواب میں عرض کر دوں گا کہ
شاید آپ نے کبھی سنا ہو گا کہ مسلمانوں کے پاس اللہ تبارک
و تعالیٰ کی طرف سے اتاری ہوئی کتاب اور ایک قانون
ہدایت و رشد قرآن مجید کے نام سے موجود ہے اور
نیز ان کے پاس اس کتاب مجید کے لئے والے اور اس
کی تشریح و تبیین کرنے والے آخری پیغمبر اعظم صلی اللہ
علیہ وسلم کی ان تشریحات و تفصیلات کے مختلف مجموعے
احادیث نبویہ کے نام سے موجود ہیں۔ تو اگر آپ کو اسلام
کا نظام اقتصاد معلوم کرنا ہو۔ تو اس کو قرآن مجید
اور احادیث نبویہ کے ذخیرہ میں لکھا ہوا پاباؤ گئے ملاؤں
کے لئے دنیا و آخرت کے تمام امور اور ہر قسم کے
نظاموں کے لئے اصلی ماخذ و سرچشمہ یہی آسمانی ہدایات
خداوندی پیغامات اور اس کے رسول اکرم صلی اللہ
علیہ وسلم کے ملفوظات و معمولات ہیں۔ ہاں البتہ یہ نہیں
کہ صرف اقتصادی مسائل ہر کوئی علیحدہ مستقل کتاب
لکھی ہوئی نازل ہوئی ہو۔ جس کے ٹائل پر جلی حروف کے
ساتھ "اسلام کا نظام اقتصاد" مصنفہ خداوند تعالیٰ
یا مؤلفہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم چھپا ہوا ہو اور پس
لئے کہ اسلام کے کامل و مکمل دین میں صرف اقتصادیات
تو نہیں بلکہ وہاں توقعات و اعمال، اخلاق و عادات و

اطوار، باطنی کیفیات، اور انسان کے روحانی مدارج
کمال کے حصول کے ذرائع اجزا و سزا، وغیرہ وغیرہ تمام
امور کے بارے میں انسان کی پوری پوری رہنمائی لکھنی
ہے۔ اور ایسا ہونا ضروری بھی تھا۔ کیونکہ عقل انسانی
ان تمام امور میں صحیح و سقیم کی پوری تشخیص و تعین پر
قادر نہیں۔ اور قدم قدم پر سخت ٹھوکریں کھانے اور غلط
اور خلاف واقع نتائج اخذ کرنے کا قوی اندیشہ تھا۔ اس
لئے رحمت خداوندی اور ربوبیت الہی نے جس طرح
جسمانی تربیت کے لئے مسائل و ذرائع مہیا کر کے انسان کو
سہولیتیں پہنچائیں۔ اسی طرح وحی الہی کی روشنی سے
اس نے یہ تمام چیزیں بھی صاف صاف بتا دیں۔ اور تمام
امور کے متعلق مکمل تعلیم دیدی۔ اور اس لئے یہ دعوے
بالکل صحیح ہے کہ اسلام ایک کامل و مکمل دین، اللہ تعالیٰ
کا آخری پیغام، دایرین کی فلاح و بہبودی اور انسان کی
نجات کا واحد ذریعہ ہے۔ اور اگر آپ اس بات کو سمجھ
گئے، تو کس نے لکھا ہے "کا جواب بھی خود بخود حاصل ہو
گیا۔ یعنی کہ اللہ تعالیٰ نے جو کہ تمام مخلوقات کا خالق اور
رب العالمین ہے اسی نے یہ نظام اقتصاد اپنے پیغمبر
پیغمبر کے ذریعہ بھیج کر مخلوق کی تربیت فرمائی۔ اور ان
اور ان کو اقتصادیات کے بارے میں ان کے لئے ہدایت
و فلاح کے راستے کھول دیئے۔ اور کب لکھا "کا جواب یہ
ہے۔ کہ یہ کتاب خداوندی جو کہ کلام الہی ہے اللہ تعالیٰ
کی صفت ہونے کے اعتبار سے تو وہ نازل ہی سے ہے۔
لیکن اس عالم آپ و گل میں اس کا ترول اس وقت
سے شروع ہوا۔ جبکہ آج سے ایک ہزار تین سو ستتر برس
پہلے غار حرا سے ہدایت کی روشنی چمکی۔ اور سردارِ دو عالم
صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی الہی کی ابتدا ہوئی۔ اور جیل
بوقیم سے آفتاب اسلام طلوع ہو کر تیرہ و تار دنیا
کو اپنی نیلپااشیوں سے روشن و تاباں کرنے لگی

اور تیس برس تک اس نظام اقتصاد کے اصول اور کلی قوانین وضوابط اترتے اور معلم کتاب و حکمت اور متین شرائع و احکام صلی اللہ علیہ وسلم اس کی تشریح و تبیین فرماتے رہے۔

یہ باتیں ایسی صاف اور سیدھی ہیں کہ ہر دانشمندی جو اسلام کا نام لےو اور قرآن و حدیث پر ایمان لائے والا ہو اس کو ذرہ بھر بھی شک و شبہ اور اڑتیاب کی گنجائش نہیں۔ اس لئے مولانا ندوی نے اپنے مسلمان مخالفین کی دینی معلومات اور مذہبی معتقدات سے ان کی واقفیت پر اتنا دکر تے ہوئے صرف اشارہ کو کافی سمجھا۔ اور اس مجلس میں تفصیلات بتانے کی کوئی ضرورت محسوس نہ کی مولانا کو اس وقت یہ خیال نہ رہا کہ مسلمانوں کی جماعت میں

ایسے نامسلمان بھی ہوں گے جن کو آج تک بنیادی باتوں کا پتہ نہیں اور اس اجمال کو سن کر یاد دیکھ کر ان کو شگفتہ پیدا ہوگی کہ مولانا نے یہ کچھ نہیں بتایا، بلکہ لوگوں کو خوشنما لفظوں سے بے وقوف بنایا، مولانا نے تو کسی کو بے وقوف بنانے کا ہرگز ہرگز ارادہ نہیں کیا تھا بلکہ وہ تو ان کو با وقوف و با علم و با خبر یقین کر کے اجمال کو کافی سمجھے ہوئے تھے لیکن جو لوگ اسلام کی بنیادی اور اصولی باتوں سے بھی واقفیت نہ رکھتے ہوں اور ان کو آج تک یہ بھی پتہ نہیں کہ اسلام کا نظام اقتصاد بھی ہے اور وہ ہر طرح کامل و مکمل ہے۔ تو ایسے لوگوں کی بے وقوفی خود بخود ثابت و متحقق ہو جاتی ہے۔ اگر آپ کو یا آپ جیسوں کو شش سٹوں کے آسمانی صحیفہ "کیپٹل" کے مطالعہ اور اس کے اعداد و شمار کے انبار اور لڑیان کے الجھاؤ کے چیتان اور قبول علامہ اقبال اس کے خم دار خطوط اور مرید دج دار کے نمونے کے سمجھنے کی کوششوں میں مصروف رہنے سے اتنی فرصت نہیں ملتی کہ قرآن و حدیث کو بغور پڑھ کر اس سے اسلام کا نظام اقتصاد معلوم کر سکو یا اللہ دین اور مجتہدین اسلام کی قانونی نکتہ آفرینیوں اور فقہی تشریحات

کو جان سکو تو اس میں قصور نہ اسلام کا ہے، نہ مولانا کا ہے نہ کسی اور کا، بلکہ آپ کی اپنی بد قسمتی اور دواؤں بختی ہے کہ اسلام کا مدعی بن کر خداوند تعالیٰ کی کتاب اور اس کے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال و اعمال کے زیر مطالعہ رکھنے کے بجائے ایک دشمن خدا اور رسول کی کتاب اور اس کے سوانح و حالات کے مطالعہ اور سمجھنے میں عمر عزیز کی گھڑیاں صرف کر رہے ہو۔ اگر آپ کو قرآن و حدیث سے اسلامی نظام اقتصاد معلوم کرنے کی فرصت نہیں۔ یا جیسا کہ میں پہلے عرض کر چکا آپ چاہتے ہیں کہ نظام اقتصاد دہی ہوگا جس کے ٹائٹل پر یہی نظام ثبت کیا ہوا ہو، تو چلیے آپ کی سہولت کے لئے یہ مطالبہ بھی پورا کر کے بتا دوں کہ ایک سمجھ دار عالم دین نے قرآن و حدیث اور ان کی تشریحات و تفصیلات کا مطالعہ کر کے اور وہاں سے اخذ کر کے آپ جیسوں کو قائل کرنے کے لئے جو مستقل کتاب کا مطالبہ کر رہے ہیں۔ اردو زبان میں بھی ایک کتاب تصنیف کی ہے۔ اور اس کے ٹائٹل پر علی قلم سے لکھا ہوا ہے اسلام کا اقتصاد نظام "مولانا حفص الرحمن صاحب سید ہمدانی ناظم جمعیتہ العلماء ہند نے چار پانچ سال ہوئے لکھی ہے اور مدوۃ المنصفین دہلی نے شائع کی ہے۔ چلو اس سے بھی آپ کے سوالات "کہاں لکھا گیا" "کس نے لکھا" "کب لکھا گیا" کا جواب ہو گیا اور اس کو اگر آپ فرصت کے وقت میں ذرا بغور مطالعہ کریں تو مطالعہ کرنے کے بعد اس سوال کا جواب آپ کو خود بخود دل جائے گا کہ اسلام کا یہ نظام اقتصاد کیا ہے۔ اور اگر ان تمام سوالوں کے جوابات ہو جانے کے بعد بھی آپ یہ سمجھتے ہیں کہ ہم آپ کو بے وقوف بنا رہے ہیں تو پھر آپ یقین کیجئے کہ ہم آپ کو بے وقوف بنانا نہیں چاہتے، حاشا وکلا، لیکن آپ خود ہی بے وقوف بن چکے ہیں۔ اگر اب بھی نہ تم سمجھو تو پھر تم سے خدا سمجھے (باقی پھر)

مختصر سوانح حیات مجاہد ملت شہید قوم حضرت مولانا الحساج

مولوی ظہور احمد صاحب بگوی رحمۃ اللہ علیہ

(مرتبہ مولوی محمد مقبول احمد صاحب ضیائی مدرس اعلیٰ السنہ شرقیہ ہائی سکول بھولال)

ولادت

آپ کی ولادت ۱۹۰۷ء مطابق ۱۳۲۶ھ میں ہوئی۔ آپ کا اسم مبارک ظہور احمد رکھا گیا۔ اسی نام کی برکت سے اُس عشق احمد سے سزا بزرگ نے اسلام کی گراں قدر خدمات سر انجام دیں۔ اور اپنی زندگی کو اعلیٰ کلمۃ اللہ کے لئے وقف کر دیا۔ فخر خاندان واقف اسرار و مہر معرفت قطب زمان مولانا محمد ذاکر صاحب بگوی رحمۃ اللہ علیہ کے سوانح حیات طیبہ میں ایک واقعہ آپ کی زبان سے بیان شدہ موجود ہے کہ ایک دفعہ آپ اجیر شریف گنڈی لے گئے۔ ایک صاحب باطن بزرگ نے (جو درگاہ اجیر شریف پر معتکف تھے) آپ سے فرمایا کہ آپ کے والد بزرگوار کا انتقال ہو گیا۔ حقیقت معلوم ہونے پر انہوں نے اپنا خواب بیان کیا کہ آپ کے والد ماجد اپنے چھوٹے بچے کو لے ہوئے ایک رات خواجہ اجیری کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ خواجہ بزرگ اجیری نے فرمایا۔ مولوی صاحب خیریت سے آئے کیا حال ہے اس پر آپ نے جواب دیا کہ اور کچھ فکر نہیں۔ اس چھوٹے لڑکے کو چھوڑنے آیا ہوں۔ اس کی تربیت کا فکر ہے۔ اس پر خواجہ مدد رح نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے مولانا موصوف کے استفسار پر جو غلیلہ لڑکے کا صاحب مذکور نے بیان کیا۔ وہ بقول مولانا مرحوم مولوی ظہور احمد صاحب سے ملتا تھا۔ موجودہ نئی روشنی اور نئی تہذیب کے دلدادگان اس واقعہ خواب کا ذکر محض خوش اعتقادی پر محمول نہ کریں۔ کیونکہ مولوی صاحب مرحوم کے والد

بزرگوار حضرت مولانا عبدالعزیز صاحب بگوی نے حضرت شمس العارفین سیالوی قدس سرہ العزیز کے چشمہ فیض باطنی سے روحانی برکات و فیوض حاصل کئے تھے۔ اور صاحب مجاہد بزرگ تھے۔ مزید یہ کہ ظاہری علوم و دین کے مسئلہ فاضل تھے۔ ان حالات میں روحانی تصرف کی موجودگی میں بعد وصال ایسا واقعہ صداقت بلکہ حقیقت پر مبنی ہے۔ کہ آپ نے اپنے عزیز فرزند کی روحانی تربیت کے لئے درگاہ خواجہ اجیری پر دعا کرائی ہو۔ اس دعا کی قبولیت کے ثبوت میں علی کارنامہ موجود ہے کہ مولانا ظہور احمد صاحب آفتاب ہدایت کی حیثیت میں چمکے اور ہزاروں گم کردہ راہ افول کو صراط مستقیم پر چلایا یہ سچ ہے۔ چرخ مقبلان ہرگز نہیں

تعلیم و تربیت

آپ نے دینی تعلیم اپنے برادر بزرگ مولانا محمد ذاکر صاحب بگوی سے حاصل کی۔ اور مروجہ تعلیم سلامیہ کالج لاہور سے ایف اے تک حاصل کی۔ قدرت کی طرف سے اسباب ہی ایسے پیدا ہوئے۔ کہ مذہبی خدمت کی ذمہ داریوں کی سلسلہ میں تحریک خلافت زمانہ میں تعلیم نہ کی گئی۔ اسی تحریک میں دلچسپی لینے کے نتیجہ کے طور پر آپ قید ہو گئے۔ اس زمانہ قید فرنگ میں جسم اور اوپنڈی کی جلیں آپ کے لئے کتب معلومات مذہبی بن گئیں۔ حضرت مولانا محمد حسین صاحب مرحوم سے آپ نے وہاں پورے دو سال علم تفسیر و حدیث کا ذکر کیا اور تاریخ اسلام کا بہترین مطالعہ کیا۔ اور سیرت نبویہ کو صحیح طور

پہر صرف دماغ میں محفوظ رہی کیا، بلکہ عشق و عقیدت کی سرشاری سے شان رسالت کے موضوع پر اپنی بناط کے مطابق عبور کیا۔ اس طرح علوم و اسرار کے دروازے وا ہو گئے۔ زمانہ طفولیت میں آپ کی تربیت قدرتی طور پر علیٰ مذہبی اور علوم ظاہری و باطنی کے مرکز میں ہوئی۔ ایسے ماحول میں پرورش، ہمیشہ بہترین ثمر لیا کرتی ہے۔ یوں بھی شہر بھیرہ دلاور کی شہری و تمدن خوشگوار فضا ہونا ہی کے ارتقائی منازل کو عبور کرتی سے طے کراد ہی تھی۔

۱۹۱۷ء میں جبکہ آپ کی عمر اٹھارہ سال کی تھی، اپنے برادر بزرگ حضرت مولانا مولوی محمد نصیر الدین صاحب کے ہمراہ حج کے لئے کعبہ مکہ میں حاضر ہوئے۔ جہد مناسک حج محبت کے عالم میں طے کئے۔ اور مدینہ منورہ میں گنبد خضرا سرکار مدینہ پر حاضر ہو کر کشت عقیدت کو سیراب کیا۔ غنِ خلافت کی ابتدا اسی دور میں ہوئی۔ یہ ایک ملکہ خدا داد ہے۔ جو جیدہ ہستیوں کو عنایت ہوتا ہے۔ جو قوم کے تعمیر کار و مستقبل کو درخشاں کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ ہنجر حج کے بعد آپ کی تقریروں میں ایک خاص اثر اور درد پیدا ہو گیا۔

آپ نے عنفوان شباب میں یہ مقام مروا دیا فوالہ حضرت عزیز فوالہ خواجہ شیخ الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کی موجودگی میں (جو آپ کے خاندان کے پیر طریقت تھے) تقریر فرمائی جو حضور کو اس قدر پسند آئی کہ اختتام تقریر پر حضور نے پیشگوئی فرمائی کہ یہ لعل جلدی چمکے گا۔ دینا نے اس ستارے کو آسمان علم و عمل پر چمکتا دیکھ لیا ہے

۱۹۲۱ء میں کالج کی زندگی چھوڑنے کے بعد تحریک خلافت میں آپ نے کافی

عملی سرگرمیاں

حصہ لیا۔ ایک بیس سالہ تعلیم یافتہ نوجوان عملی زندگی میں قدم رکھ رہا تھا۔ اسلامی خدمت کی تڑپ دل میں موجود تھی کالج

کی زندگی میں ہی فنِ خطابت میں کافی مہارت و مشق ہو چکی تھی۔ دیاہ حبیب سے واپسی کے بعد جو امنگ دل میں چمکیاں لے رہی تھی، اس کی تکمیل کا وقت آ گیا۔ آپ نے مختلف مقامات پر ضلع کی خلافت کمیٹی کے پر وگرام کے ماتحت یہ کیں اور قوم کو جگایا، جس کے نتیجے کے طور پر آپ قید ہو گئے جیسا کہ اوپر ذکر ہوا۔ پورے دو سال جہلم و راولپنڈی کے مکاتب داراللمن میں بہترین تربیت حاصل کرنے کے بعد پھر عملی میدان میں آئے، اور جامع مسجد بھیرہ کو جو ایک تاریخی اور اسلامی متبرک مقام تھا مرکز قرار دیا۔ اسی مسجد کو آپ کے جد امجد مولانا مولوی غلام محی الدین صاحب اور ان کے برادر خور و استنا ناکل حضرت مولوی احمد الدین صاحب بگویی نے شیر شاہ سوری کی تعمیر کردہ مسجد کے کھنڈرات پر بڑی محنت سے تیار کیا تھا۔ آپ نے شہر کے اندر کی رانٹش چھوڑ کر مسجد کی ڈیوڑھی پر خدا کا نام لے کر ڈیرہ لگا دیا۔ اور دینی خدمت میں مہمک ہو گئے۔ اس مسجد کو آپ کے بزرگ بڑی شان سے آباد کر چکے تھے جہاں جماد و دیگر تقاریب پر تقاریر و خطب کے علاوہ درس و تدریس کا سلسلہ اعلیٰ بیجاہ پر جاری تھا۔ جو کچھ عربیہ مولانا محمد یحییٰ صاحب و مولانا محمد نصیر الدین صاحب جو آپ کے بڑے بھائی تھے، ان کی ملازمت اور فخر خاندان برادر بزرگ مولانا محمد ذاکر صاحب کی وفات سے رک گیا تھا۔ اپنے اسلاف کی شاندار خدمات اور اسلامی روایات کا نقشہ اس نوجوان کی آنکھوں کے سامنے تھا۔ آپ کے کام شروع کرنے سے پہلے تھوڑے سے درمیانی عرصہ میں علاقہ کے لوگ اس خاندان کی سابقہ روایات کی موجودگی میں موجود حالت کے ماتحت اس شاندار مسجد کی آبادی، اور علاقہ میں دینی بیداری کے متعلق کچھ مایوس ہو رہے تھے۔ اور خاندان کے مستقبل کے متعلق چرمیگوئیاں ہو رہی تھیں۔ کہ آپ نے اپنے ناتوان کندہوں پر اس بڑی ذمہ داری

کا بوجھ رکھ لیا۔ ۱۹۵۲ء تک نہایت خاموشی سے آپ کام میں منہمک رہے۔ ۱۹۵۳ء میں آپ نے قوم کو زیادہ منظم کرنے اور خدمت کے میدان کو وسیع کرنے کے لئے اسی مرکز پر ایک انجمن کی بنیاد ڈالی۔ جس کا نام حزب الانصار رکھا۔ جملہ ممبران نے متفقہ رائے سے آپ کو اپنا امیر تسلیم کیا۔ اس طرح سے آپ کی قیادت میں بھیرہ اور اس کے فوارح کے نو جوانوں نے دینی خدمت کا بیڑا اٹھایا۔ پورے ایک سال کی دینی خدمت کے بعد اس انجمن کا تبلیغی اجلاس ہوا۔ اور ملک کے مختلف گوشوں سے مشائخ عظام و علماء کرام و مقربین شیریں بیان اس مرکز میں تشریف لائے۔ روحانی فیوض و تبلیغ دین سے علاقہ میں بیداری آ گئی۔ اسی سال آپ نے امیر حزب اللہ کے ہمراہ بھلوال تشریف لاکر اسلام قوم کے نام پیغام عمل کے موضوع پر بہترین تقریر فرمائی (جو راقم الحروف کو اب تک یاد ہے) اس کا علاقہ میں بہت بڑا اثر ہوا۔ آپ کی شہرت ضلع کی حدود سے باہر سارے پنجاب میں پہنچی۔ چونکہ آپ بہترین مقرر ہونے کے علاوہ ملک کی ضرورت کے مطابق اہل قلم بھی واقع ہوئے تھے۔ لہذا اسی مرکز سے اپنے پیر طریقت خواجہ شمس الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کی یادگار میں ماہواری مجلہ شمس الاسلام جاری کیا۔ جس کا مقصد تعلیم یافتہ طبقہ میں مذہبی بیداری پیدا کرنا تھا۔ نیز رخص اور سرزائیت کے فتنے سے اسلامی جماعت کو محفوظ رکھنا مقصود تھا۔ چنانچہ یہ سال پورے سولہ سال سے نہایت باقاعدگی کے ساتھ جاری ہے۔ اور انشاء اللہ آئندہ بھی جاری رہے گا۔ تردید فتنہ خاکساریت میں آپ کی مجاہدات خدمات بھی فراموش نہیں ہو سکتیں۔ اور مدیر کے اپنے فاضلانہ مقالات کے علاوہ ملک کے چیدہ علماء اور اہل قلم نے مذہبی اور اصلاحی مقالات لکھے۔ جس سے ملک میں اس سال

کی ادبی حیثیت کو بھی چار چاند لگ گئے۔ اس سال کی ترتیب سے مدیر کی فاضلانہ قابلیت کا اندازہ ہو سکتا ہے۔ العلوم عزیزہ کا اجراء اور بڑے بڑے مستند فضلاء و علماء کا مدرسہ میں تقریر اور مدرسہ کی شاندار عمارت کی تعمیر بہت بڑے پیمانہ پر مذہبی نایاب کتب کی لائبریری کا قیام یتیم خانہ کی عمدہ عمارت مکمل کرنے کے بعد ضرورت کے مطابق افتتاح۔ علماء و مشائخ کی رہائش کا شاندار اور بہترین کمرہ۔ رسالہ شمس الاسلام کا مستقل دفتر جامع مسجد کی عمارت کی تکمیل و مرمت آپ کی بہترین خدمات ہیں۔ آپ کی لائبریری ایک بہت بڑا خزانہ علوم ہے۔ جو آپ کی علمی بلند ذوق اور مذہبی عشق کا ثبوت ہے۔ پورے سولہ سال حزب الانصار کی سالانہ مذہبی کانفرنس علاقہ کو فراموش نہیں ہو سکتیں۔ ہندوستان کے ہر گوشہ سے علماء کرام و مشائخ عظام ان کانفرنسوں میں بڑے فخر سے شمولیت فرما کر فریضہ تبلیغ بجالاتے رہے۔ راقم الحروف نے مذہبی اجلاس بہت سے مقامات پر دیکھے۔ مگر جو ہتھکانہی نشان حزب الانصار کے جلسوں میں پائی جاتی تھی۔ وہ بہت کم دیکھی گئی۔ پورے سولہ سال اجلاس کی نشستوں میں صدارت کے لئے سبھری اور پہلی نشستوں کے ماتحت کسی دنیا دار کو صدر بننے کی درخواست نہیں کی گئی۔ ورنہ پیٹک میں مقبولیت حاصل کرنے والے لوگ اتنے بڑے نمائندہ اجتماع کی صدارت باعث فخر خیال کرتے ہیں۔ اور اپنے اقتدار کا مظاہرہ ایسے پلیٹ فارم سے لازم سمجھتے ہیں۔ آپ کی علم نوآوری اور خطابت کی شہرت ملک کے ہر گوشے میں پہنچی۔ آپ کو بڑا دن تبلیغی اجلاسوں میں مدعو کیا گیا۔ کلکتہ بمبئی پونہ۔ مدراس۔ بنگلور۔ دہلی۔ لاہور ایسے مقامات پر آپ کو دعوت دے کر تبلیغی اجلاس کئے گئے۔ تقریر میں آپ کا دلنشین اور مؤثر مخصوص انداز دیکھ کر لوگ مسح

جلسوں میں اور ملک کے دیگر پلیٹ فارموں سے متعلق باتیں مصلحت وقت کے خلاف کہتے سے کبھی دریغ نہ کیا۔ کئی دفعہ آپ کو استلاد آڈائنس سے بھی گزرنا پڑا۔ مگر حقیقت کو نہ چھپایا نہ سسٹم میں جب آپ حج کے لئے بارہا ثانی مکہ تشریف لے گئے۔ تو شاہ عرب سے بیباکانہ اُس کے عقائد پر نکتہ چینی کی۔ اور اُسے اصلاح کی غیبت دلائی۔

ساختہ وفات

آپ سے راقم الحروف کی آخری ملاقات عرس حضرت غریب نواز خواجہ ثانی سیالوی رحمۃ اللہ علیہ سے واپسی پر انتقال سے تھوڑا عرصہ پہلے یہاں اسٹیشن ہسپتال پر ہوئی۔ آپ ایک خوبصورت عبا زب تن کئے تھے۔ آپ کی متبرک صویرت سے طبیعت نے خاص اثر لیا۔ ۲۶ مارچ شام آپ کے انتقال پر ملال کی رنج و اندوہ سے بھری ہوئی اطلاع یہاں پہونچی۔ جو بجلی کی طرح شہر میں پھیل گئی۔ آپ اپنی دینی سرگرمیوں کے سلسلہ میں چنیوٹ مدرسہ محمدیہ کے جلسوں میں اراکین انجمن کی دعوت پر تشریف لے گئے تھے۔ آپ کی آخری تقریر بصداوت صاحبزادہ صاحب سیال شریف ۲۵ مارچ کو شان رسالت پر تھی۔ یہ تقریر اتنی شاندار تھی۔ کہ بقول مولوی محمد بخش صاحب مبلغ حزب الانصار دہلی مولانا لال حسین اختر آپ کی جملہ سابقہ تقاریر میں بے نظیر تھی۔ یہ تقریر من و عن اختر صاحب نے نوٹ کی شام پانچ بجے آپ کو ہلکا سا بخار آیا۔ جس نے گردن توڑ بخار کی صورت اختیار کر لی۔ آپ نے مات کو ہی محسوس کر لیا کہ سفر آخرت کا وقت آ گیا ہے۔ لہذا ساری رات کھلیعص کا درد جاری رکھا۔ ہر چند معالجہ میں کسر نہ تھا رکھی گئی۔ مگر حالات نازک ہوئے گئے۔ آپ دس بجے صبح کے بعد خاموش سے ہو گئے۔ ڈاکٹری مشورہ کے مطابق

کراٹھے تھے۔ آپ جب کوئی اسلامی تائیدی واقعہ پیش کرتے تھے۔ محفل ٹرپ اٹھتی تھی۔ آپ نے حزب الانصار کی طرف سے سینکڑوں مطبوعہ پروگرام کے ماتحت دورے کئے۔ علاوہ انہی حزب الانصار کے شیریں مقال مبلغین پورے سولہ سال تبلیغی دورے کرتے رہے تبلیغی مشن کو آپ نے کما حقہ نبھایا۔ بعض اوقات آپ کو توجہ دلائی گئی کہ مستقل وقت قائم کیا جائے۔ تاکہ رسالہ کا اجراء سہم تھا اور مدرسہ عزیزہ کا قیام مبلغین کی باقاعدہ کام کرنا اس مالی بار سے آپ بیکدوش ہو جائیں۔ مگر صرف اس لئے آپ نے اسے پسند نہ کیا۔ کہ شاید بیک یہ خیال کرے۔ کہ مولوی ظہور احمد اپنی جائیداد بنانے لگ گیا ہے۔ یہاں تک کہ اپنی رہائش کے لئے کوئی ملکی مکان بھی بنا نا گوہر نہ کیا۔ حالانکہ حالات مساعد تھے۔ آپ کچھ اتنے متوکل واقع ہوئے تھے۔ کہ اپنی آبائی جائیداد جو موضع بگہ شریف میں ہے۔ اُس کی دیکھ بھال کے لئے کبھی اہتماماً بگہ شریف تشریف نہ لے گئے۔ راقم الحروف کا آبائی رقبہ بھی بگہ شریف میں ہے۔ اس ضمن میں ایک دفعہ میں نے آپ کو توجہ بھی دلائی۔ کہ رقبہ کی دیکھ بھال کبھی کبھی تو ہونی چاہیے۔ مگر اس مقصد کے لئے تیار نہ ہوئے۔

ان حالات میں اسلامی دنیا کے لئے موت العالم

اس زمانہ قحط المرہال میں بڑے نقصان کا باعث ہے۔ آپ کے انتقال کے روز جنازہ سے پیشتر جو تقریر راقم الحروف نے کی تھی۔ اس میں اس نقصان قومی کی بنیاد پر لے ساختہ علامہ اقبال کا یہ شعر میں نے پڑھا ہے

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ دیتی ہے

برطی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ و بیدار

اور یہی حقیقت ہے کہ ایسے حق کو عالم دین بہت کم پیدا ہوتے ہیں۔ ملک کو حق گو علماء کی اس قدر ضرورت

صبر آزماتا تھا۔ بعد جنازہ جسد مبارک خاندانی مقبرہ میں دفن کیا گیا۔ دعا ہے کہ آپ کو خدائے عزوجل جنت الفردوس میں جگہ دے۔ اور آپ کے پسماندگان کو صبر جمیل۔ اور آپ کے جانشین مولانا افتخار احمد صاحب امیر حزب الانصار کو آپ سے بہتر دین کی خدمت کی توفیق عطا ہو۔

سجادہ نشین صاحب جلال پور شریف کا پیا آفریت

جناب حضرت پیر سید فضل شاہ صاحب امیر حزب اللہ جلالپور شریف ضلع جہلم مولانا حاجی افتخار احمد صاحب کے نام تحریر فرماتے ہیں۔ مولانا فہور احمد صاحب کے انتقال پر ملال کی خبر کے استماع سے بیحد مریخ و تاسف ہوا۔ انا اللہ وانا الیہ راجعون مولانا مرحوم کی ذات مسلمانوں کے لئے مغنمت میں سے تھی۔ اور ان کی رحلت سے ایک ایسا غلا پیدا ہو گیا ہے۔ جس کا پُر ہونا مشکل ہے۔

مولانا مرحوم کے ساتھ اس فقیر کے مراسم ہمچین سے قائم تھے۔ اور معمولی ظاہری اختلاف کے باوجود ہمارے دل ہمیشہ آپس میں ملے رہے۔ اور آخری ملاقات سے سب شکوک جاتے رہے۔

اس فقیر نے ان کی وفات کے سانحہ کو بید محسوس کیا ہے۔ اور اپنے ایک دیرینہ رفیق کے ہمیشہ کے لئے داغ مفارقت دے جاتے سے بدرجہ غایت متاثر ہوا ہے۔ مگر مشیت ایزدی میں مجال چون و چرا نہیں۔

ہر آنکہ ادبہ ناپا جاہ باید شش نو شید

نہ جام و ہر منے کل من علیھا فارغ

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنے عوار رحمت میں جگہ بخشے اور اپنے نیک بندوں کو ان کی رفاقت نصیب کریں۔ اور پسماندگان کو توفیق صبر جمیل نصیب ہو۔ اگرچہ آپ نے ظاہری (صلبی) اولاد نہیں چھوڑی، مگر آپ کی معنوی اولاد ہر سہ اور دیگر اداوں کی شکل میں موجود ہے۔ اور جن کی تربیت

کے قریب آپ کی مدوح نفس عنصری سے پروا نہ کر گئی = انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آٹھ بجے شام آپ کا جنازہ بھیرہ پہنچ گیا۔ اللہ کی شان آج سے چند ایام پہلے اسی مقام پر حزب الانصار کی سالانہ کانفرنس میں پر جوش تبلیغ فرما رہے تھے۔ آج اسی مقام پر یہ عالم تھا۔ راقم الحروف، ۲۰ مارچ ۱۹۴۵ء گیارہ بجے جامع مسجد بھیرہ پہنچا۔ دادہ الطلیہ کے ہال میں آپ اسی شان سے سو رہے تھے۔ یہ عالم دیکھ کر اندازہ قلق ہوا۔ جس کا اظہار الفاظ میں نہیں ہو سکتا۔ جنازہ سے پیشتر بندہ نے اپنے رنج و غم کو ہلکا کرنے کے لئے تقریر کی۔ جس میں خاندان بگویہ کی روایات اور آپ کے فضائل بیان کئے۔ سامعین جو ایک نیم گھنٹہ کی صورت میں تھے، ہر لفظ پر نہ نہ زار و زور رہے تھے سارے مجمع پر اضطراب اور رقت کا عالم طاری تھا۔ حاضرین کی اداوت و عقیدت و روحانی کشش ان کی تڑپ سے ظاہر ہوتی تھی۔ اور ان حزب الانصار اور جملہ حاضرین اپنے امیر کا جانشین منتخب کرنے کے لئے بیکراہ تھے۔ حاضرین کو بندہ نے مولانا مرحوم کے مشن کو قائم رکھنے کی تاکید کی۔ چنانچہ مولوی حبیب الرحمن صاحب خطیب جامع مسجد بھلوال نے اپنی تقریر میں مولوی افتخار احمد صاحب بگویہ جو مولانا مرحوم کے برادر بزرگ مولانا محمد نصیر الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ بگویہ کے خلف اکبر ہیں۔ اور عالم دین اور مدرس عربیہ اہلحد دہلی کے فارع تحصیل ہیں اکا اسم گرامی حسب وصیت مولانا مرحوم و حسب درخواست ان کا حزب الانصار تجویز کیا۔ جس کی مجمع کی طرف سے برکت تائید ہوئی۔ اپنے محبوب امیر کی جانشینی کا مسئلہ طے ہو جانے پر حاضرین کو کچھ تسکین سی ہوئی۔ ہر چند صبر کی تلقین ہوئی۔ مگر ایسے نعل بے بہا کا سانحہ اہل حال بہت

شعائر و روایات اور شیرازی تہذیب و تمدن پر قرا رکھنے کے لئے ساری عمر کوشاں رہے۔ اور صفحہ ارضی پر خلافت الہیہ کی قیومیت (اسلم پاکستان) کے لئے سر توڑ جدوجہد کی۔ بھیرہ میں "دارالعلوم عزیزیہ" کے نام سے ایک دینی مدرسہ کی بنیاد ڈالی جس سے سینکڑوں کمبل پوش و غریب الدیاد طالب علم علوم دینیہ پڑھ کر عالم بن کر نکلے۔ اور آج ان سے ہر علاقہ کے مسلمان مستفید ہو رہے ہیں۔ افسوس آپ کی کوئی اولاد نہ تھی۔ اس اچانک موت اور تیجھے کوئی اولاد نہ چھوڑ جانے پر ہر کہ وہ کو افسوس ہے۔ آپ کی وفات کی خبر پر پنجاب کے طول و عرض میں رنج و غم سے سنی جائے گی یہی نہیں بلکہ یو۔ پی۔ بی۔ پی کلکتہ اور بنگال کے مسلمان بھی پنجاب کے اس غم میں شریک ہوں گے ہیں خلوص دل سے مرحوم کے خاندان کے ساتھ اس جانکاہ صدمہ میں دلی ہمدردی کا اظہار کرتا ہوں۔ اور دعا کرتا ہوں کہ خدائے قدوس مرحوم کی خدمات کو قبول فرمائے۔ اور ان کے درجات بلند کرے۔ آمین۔

اظہار تعزیت

ہمارے گاؤں چک ۳۱ کی انجمن اسلامیہ کے جملہ افراد مولانا نھورا احمد بگوی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات حسرت آیات پر اظہار افسوس کرتے ہیں۔ اور دعا کرتے ہیں کہ غفور الرحیم اس مہاپاک شخص کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے۔ آمین۔

دعا گو: حکیم گل حسین شاہ ضعی قادری چک ۳۱

تھمیل پھالیہ ضلع گجرات

مختلف حضرات حسب ذیل نے بھی تعزیت نامے ارسال فرمائے۔ ان حضرات کے سرٹ اسماء گرام نظام کرنے سے کفایت کر جاتی ہے:-

اور دیکھ بھال اب آپ کے ذمہ ہے۔ جبکہ آپ کو ان کا صحیح جاننا بہن تجربہ کیا گیا ہے۔ اور خدا کرے آپ کو ان کے نقش قدم پر چلنے کی بہت عطا ہو۔ اور وہ جو اسلامی کام چھوڑ کر چلے گئے ہیں ان کی تکمیل آپ بخوش اسلوبی کر سکیں۔

رفیق درود شریک غم فقیر ابوالبرکات کان اللہ
سجاد و نشین دامیر حنب اللہ جلالپور شریفہ اپریل ۱۹۹۵ء

حکیم حافظ محمد اہل بھڑی مقیم چک شیشالی۔

تحصیل بھلوال۔ حضرت مولانا نھورا احمد صاحب کی اچانک رحلت کی خبر سن کر اور پڑھ کر ہوش و حواس باغیہ میں حضرت مرحوم کی وفات واقعہ اہل عالم کی موت ہے موت العالم موت العالم کا صحیح مصداق اس حادثہ جانکاہ سے دل کو صدمہ پہنچا۔ اور جو رنج و غم لاحق ہوا وہ جیٹہ تقریر و تحریر سے باہر ہے۔ مگر سوائے صبر کے چارہ نہیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ نصیب کرے۔ اور پسماندگان کو صبر جمیل اور نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

ملک شیر محمد خاں صاحب کالا باغ کا اخباری بیاں

مجھے حضرت مولانا نھورا احمد صاحب بگوی امیر حزب الانصار بھیرہ کی وفات حسرت آیات پر انتہائی صدمہ ہوا۔ خوش قسمتی سے مولانا مرحوم کے ساتھ میرے گہرے دوستانہ تعلقات تھے۔ اور میں ان سے بڑی مدت سے شناسا تھا۔ وہ ایک حمیت پسند حق گو دے باک اور ان تھک مبلغ اسلام تھے۔ دیہات میں خصوصیت کے ساتھ آپ نے اصلاحی کام بہت کیا۔ آپ موجودہ الحاد و فرنگیت اور مذہب سے عام بے

(۱) محمد آصف خاں صاحب پیراچہ بھیروی از کابل۔

(۲) عبدالرحیم شاہ کلرک مشرقی بار کالونی (پاکپٹن)۔

(۳) سید ممتاز حسین صاحب از کھٹہ محمد شاہ۔

(۴) غلام قادر صاحب از کھوٹہ (۵) حافظ کرم الہی از کھوٹہ

(ضلع جہلم) (۶) جناب پیرا سٹروشی محمد صاحب یک

ضلع لائل پور (۷) حافظ غلام رسول یک

متدی بوڑی والہ (ملتان) (۸) ابو الفضل مولوی کرم الدین

صاحب بھین (ضلع جہلم) (۹) مولوی نذر احمد صاحب

سلوانی مولوی دوست محمد صاحب ڈنگی (ضلع میانوالی)

(۱۰) زمان ہمدی صاحب ناصر موہڑہ دھیال (ضلع

راولپنڈی) (۱۱) غلام جیلانی طالب علم از ڈھوک لوہ

(ضلع جہلم) (۱۲) منظور الہی و محمد شفیع صاحبان (۱۳)

محترم عبدالغفور صاحب لائل پور (۱۴) محترم مولوی

غلام مصطفیٰ صاحب ٹیچر اسلامیہ ڈی سکول بھائی دروازہ

لاہور (۱۵) مولوی فضل کریم صاحب ڈھرا بخارا (۱۶)

خواجہ محمد سعید صاحب از لاہور (۱۷) محترم مسعود احمد

صاحب پیراچہ انڈسٹر (۱۸) محترم حاجی میاں فضل الہی

صاحب (بہٹی) (۱۹) محمد امیر صاحب کھرل از مٹھ ٹوانہ۔

(۲۰) محمد حنیف صاحب آگرہ (۲۱) علامہ محمد عبدالرحمن

صاحب مولوی فاضل جامعی بورڈنگ ہاؤس منڈی چشیاں

(۲۲) مرزا حمید الشدیگ صاحب پشتر کپتان سامانہ ریاست

پٹیالہ (۲۳) مولانا خاں محمد صاحب فاضل دیوبند خاقانہ

ڈوگران ضلع شیخوپورہ (۲۴) راجہ محمد اسلم خاں

جوہر ڈوال (۲۵) گلزار احمد صاحب پیراچہ انڈسٹریل

سب انسپکٹر گورڈ اسپور (۲۶) سید محمد شاہ صاحب

وسید احمد شاہ صاحب مدرسین ٹڈل سکول بنگلہ مخدوم

ضلع جھنگ (۲۷) محمد بخش و غلام سرور صاحبان سبزی

منڈی دہلی (۲۸) مولوی محمد زبیر صاحب سیکسٹر ضلع سرگودھا

(۲۹) مولوی عبدالحکیم صاحب نظام آباد (گوجرانوالہ) (۳۰)

مولوی بشیر احمد صاحب خطیب ساکنگہل (۳۱) مولوی حافظ

محمد خلیل صاحب فاضل دیوبند حال مقیم امرتسر (۳۲) قاضی

سلطان محمود صاحب موضع بکڑال ضلع راولپنڈی (۳۳)

جمعدار حافظ مسلم صاحب از متھرا چھاتی (۳۴) محترم

سیٹھ محمد صدیق محمد عمر صاحبان تاجران دہلی (۳۵) محترم

حاجی محمد سعید محمد شریف صاحبان تاجران ہڈی دہلی (۳۶)

مفتی زین العابدین صاحب دیلوے اکاؤنٹ آفیسر لاہور

(۳۷) خواجہ محمد عمر صاحب تاجر چرم خانچہ دیوبند بہاولپور

(۳۸) محمد عمر صاحب بیوسل کشن پند دادخاں (۳۹) مولوی

عبدالغفور صاحب ٹیچر سکول آراضی ضلع راولپنڈی (۴۰)

غلام محمد صاحب چوکیدار یک ۱۳۶ ضلع لائل پور (۴۱)

ڈاکٹر بوٹا خاں صاحب پشتر دھرو وال ضلع جہلم (۴۲)

حافظ غلام احمد صاحب از سلوٹی (۴۳) مولانا سید احمد رضا

حزب الاحناف لاہور (۴۴) نذر حسین صاحب مٹی فاضل

و خوش نویس نائب مدرس یک ۱۷۷ ضلع جھنگ (۴۵)

مولوی حسین بخش صاحب چاریاری ملتان (۴۶) مولانا

عبدالفتاح صاحب موضع قاسمی ضلع مردان (۴۷) مولوی

سراج الدین صاحب از اچھرہ لاہور (۴۸) غلام جیلانی صاحب

پیراچہ ساول فرینڈ مسلم ہوٹل کچری ر و ڈیکمپلور (۴۹)

محترم عبداللطیف صاحب شمیم بھیروی مقیم ڈاکھالی بنگال۔

(۵۰) مولوی محمد عمر صاحب امام جامع مسجد اب برٹن ضلع شیخوپورہ

(۵۱) حافظ منظور احمد صاحب شفا خانہ صادقہ چک ۲۷

جنوبی ضلع سرگودھا (۵۲) مستری محمد بخش صاحب جہان آبادی

(۵۳) جناب محمد منظور صاحب از کھیوڑہ (۵۴) مستری

محمد الدین صاحب از راولپنڈی (۵۵) مستری شجاع الدین صاحب

لاہور (۵۶) حافظ محمد شریف صاحب نقشبندی لاہور (۵۷)

خواجہ عبدالرشید نذیر احمد صاحبان پارہ چنارہ (۵۸) سید

ہادی شاہ صاحب کریانہ (ضلع جہلم) (۵۹) محمد یوسف صاحب

کاکاخیل زیارت کاکا صاحب (ضلع پشاور) (باقی)

مذہبی علمی اور تاریخی کتابیں

موجودہ دور اتحاد و بے دینی اور ہر طرف لاد مذہبی کے سیلاب عظیم کے پھیلنے کے نازک زمانہ میں مسلمان کیلئے ضروری ہے کہ صحیح اسلامی عقائد و مسائل سے باخبر اور اپنے اسلاف کرام کے کارناموں اور ان کی تاریخ سے پوری طرح واقف ہو صحیح اسلامی معلومات کے ہتھیاروں سے سسے کھینچنے کے بعد دشمنوں کوئی حملہ کامیاب ہو سیکے گا اور ہر ڈاکو سے اس کا ستارہ امان محفوظ رہے گا اسلئے اپنے مذہب کی حفاظت کے لئے فاضل دینی کتابوں کا مطالعہ کرنا اور بزرگان دین سلف صالحین علماء متقین کی تصنیفات فائدہ اٹھانا وقت کا ایک اہم فریضہ ہے بہت سے ارادہ کیا ہے کہ اپنے مسلمان بھائیوں کو فائدہ پہنچانے اور اسلامی معلومات سے بہرہ ور کرنے کے لئے ان کو کامیاب علماء کی بہترین کتب عام فہم اور کثیر الافادہ کتابیں اور رسائل جیسا کہ کریں گے اور انہوں سے انہوں کی قیمت پر ان کی خدمتیں پہنچا کر ان کو موقع دیں گے کہ وہ ان کے مطالعہ سے فیض یاب ہوں اور ہم کو دعائیں یا درکھیں ترمید مرزائیت و تبعیت کی کتابیں خاص طور سے جیسا کہ نے کا قصد ہے اور اس کے علاوہ آریہ سماج اور عیسائیوں کے مقابلہ میں اور اشتراکیت و لامذہبی کے خلاف جو کتب رسائل ملک میں شائع ہوتے ہوں ان تمام کو اپنے ہاں اکٹھا کر کے آپ حضرات تک پہنچانے کی کوشش کی جائے گی امید ہے کہ آپ ہر کتاب کی خریداری کے وقت ہم کو یاد رکھیں گے اور ہمیں یقین ہے کہ ایک دفعہ ان کے لئے بعد آپ پھر خود ہم سے ہی معاملہ جاری نہ رکھنے کی کوشش کریں گے فی الحال چند کتابوں کی فہرست شائع کی جاتی ہے اس میں سے آپ اپنی پسند کی کتابیں منتخب کر کے فوراً آرڈر دیں۔

۱۔ "العقل والنقل" جس میں تہذیب و ادب اور محققانہ مباحث کے بغضات کیا گیا ہے کہ عقل سلیم اور نقل صحیح میں کبھی اختلاف نہیں ہو سکتا اور یہ کہ کبھی عقل کی سلامتی یا نقل کی صحت میں قصور ہونے کی وجہ سے ایسا پیش آجائے تو اس وقت اس کی فیصلہ کیا جونا چاہئے مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی مزید عمدہ قیمت ۱۴۔

۲۔ "ختم النبوة فی القرآن" جس میں تفسیر قرآن کے صحیح معیار پر مفصل بحث کے بعد قرآن مجید کی ایک سو آیات سے ثابت کیا گیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی سید نہیں آئے گا نہ صاحب شریعت جدیدہ نہ پہلی شریعت کا متبع قیمت صرف ۱۰۔

۳۔ "المطالع فی تحقیق المذہب المسیح" بہترین تحقیقی رسالہ ہے قیمت ۴۔
۴۔ "تحقیق المسیح" جس میں مسیح کی علامت و امتداد کا ذہنی حالت کو خوب دکھایا ہے۔ قیمت ۶۔

۵۔ "ہدایہ للشیعہ شیعوں نے اس سوال بصورت شبہہ کئے تھے ان سوالوں کا بہت عمدہ مدلل تحقیقی جواب اس رسالہ میں دیا گیا ہے منصف مزاج شیعوں کی ہدایت کیلئے کافی رسالہ ہے قیمت ۱۰۔

۶۔ "تقریر دلیپنڈ میر جتہ الاسلام" مولانا محمد قاسم نانوتوی کی وہ جلیظ کتاب جو تمام ہندوستان میں مقبول ہے حتیٰ کہ یورپی کے مدارس عربیہ کے ضابطہ میں بھی باقاعدہ طور سے داخل کی گئی ہے اور دلیلیہات اہتمام سے اس کو پڑھتے ہیں تمام عقائد اسلامیکہ کہ بہترین عقلی دلائل سے ثابت کر کے مذہب اسلام کے حسن و خوبی کو آشکارہ کر دیا ہے قیمت صرف ۱۰۔

۷۔ "حجتہ الاسلام" حقانیت اسلام پر انانوتوی کا دوسرا عمدہ ترین عقلی دلائل سے

۸۔ "الاسلام" مذہب اسلام کے اکثر اصول کلیہ پر اپنے نرالی اور سادہ پیرایہ میں ایک جامع و بالغ تقریر جو جاننا ہر ملک کی ضرورت ہے اور فائدہ دینے والا ہو گا ۱۰۔
۹۔ "معارف لدنیہ" حضرت شیخ المشائخ احمد فادوقی سرحدی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ کا بے بہا رسالہ حضرات مشائخ نقشبندیہ کو اس کی بہت تلاش تھی مگر نایاب تھا مجلس علی ڈابھیل نے بہترین کتابت و طباعت اور اعلیٰ کاغذ پر اس کو شائع کر کے احسان عظیم فرمایا حضرت مجدد نور اللہ مرحومہ کے تلامذہ میں خصوصاً اور دوسرا بل علم ضرور اس کی خریداری میں عجلت سے کام لیں ورنہ پھر نایاب ہونے کے بعد افسوس کرنا ہو گا قیمت ۱۲۔
۱۰۔ "سیر خاتم الانبیاء علیہ مشاہیر مرت" تعلیمات اسلام ۱۲۔
۱۱۔ "فضائل رمضان" اعمال قرآنی، اخلاقی و فی التعلیم والا جہاد
۱۲۔ "علم الاولین" سیر نامہ اسیر لٹا علیہ ہدایت الودیعہ ۱۰۔
۱۳۔ "جمال القرآن" ۴۔

ملنے کا بہت سے کتب خانہ سعودیہ جامع مسجد بصرہ ضلع سرگودھا (پنجاب)